وفی ذالک فالیتنافس المتنافسون .

عبدالرحیم فلاحی

المذاکرات التفسیریہ
فی
المسابقات القرآنیۃ

بحسب ایماء وارشاد

خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب

رئیس

جامعہ اشاعۃ العلوم اکل کوا

Shamsul Islam

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون

المذاکراۃ التفسیریہ

فی

المسابقات القرآنیہ

(سورۃ المؤمنو وسورۃ النور)

مؤلف

مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی
استاذ تفسیر وحدیث جامعہ اشاعۃ العلوم اکل کوا

بحسب ایماء وارشاد

خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی

ناشر

جامعہ اسلامیہ اشاعۃ العلوم اکل کوا، ضلع نندربار (مہاراشٹر)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : المذاکرات التفسیریہ فی المسابقات القرآنیہ

مؤلف : مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی

بحسب ایماء وارشاد: خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی

تصحیح : مولانا احمد صاحب فلاحی
(استاذ حدیث جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ)

کمپیوزنگ : سعادت کمپیوٹر سینٹر، ہانسوٹ

سیٹنگ : زین العابدین مجادری سلّمہ
(طالب علم جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ)

سال اشاعت : جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق اگست ۲۰۰۳ء

ناشر : جامعہ اسلامیہ اشاعۃ العلوم، اکل کوا

تعداد : ۲۰۰۰

قیمت :

ملنے کا پتہ : جامعہ اسلامیہ اشاعۃ العلوم، اکل کوا، مہاراشٹر
جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ، گجرات

کونسا موتی کہاں رکھا ہوا ہے؟

شمار	مضامین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۵
۲	میری دلی تمنا	۷
۳	قلبی مسرت	۹
۴	تقریظ لطیف	۱۱
۵	کلمات عارفی	۱۳
۶	عرض حال	۱۵
	سورۂ مؤمنون	۱۷
۷	آئینۂ سورت	۱۸
۸	خلاصۂ مضامین	۱۹
۹	وجہ ارتباط	۱۹
۱۰	فضائل وخصوصیات	۱۹
۱۱	اسباب نزول	۲۰
۱۲	مفردات مع حل لغات	۲۲
۱۳	الاسئلہ والاجوبہ	۳۱
۱۴	تعارض آیات	۵۴
۱۵	بلاغت (علم المعانی)	۷۰
۱۶	بلاغت (علم البیان)	۷۲
۱۷	بلاغت (علم البدیع)	۷۲
۱۸	قواعد تجوید	۷۵

۱۹	الناسخ والمنسوخ	۹۱
	سورۂ نور	۹۶
۲۰	آئینۂ سورت	۹۷
۲۱	خلاصۂ مضامین	۹۷
۲۲	وجہ ارتباط	۹۸
۲۳	فضائل وخصوصیات	۹۸
۲۴	اسباب نزول	۹۹
۲۵	مفردات مع حل لغات	۱۰۱
۲۶	الاسئلہ والاجوبہ	۱۱۰
۲۷	بلاغت (علم المعانی)	۱۳۱
۲۸	بلاغت (علم البیان)	۱۳۲
۲۹	بلاغت (علم البدیع)	۱۳۴
۳۰	یادداشت	۱۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

قرآن مجید اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے اور اب قیامت تک یہی کتاب انسان کی ہدایت کا واحد ذریعہ ہے جیسا کہ سمندر کی وسعت کبھی ناپی نہیں جاسکتی اور اس کی سلاست اور بہاؤ میں ٹھراؤ نہیں آسکتا اسی طرح قرآن مجید کی علمی گہرائی بھی اتاہ اور بے پناہ ہے نزول قرآن مجید کی ابتداء ہی سے اس کی عملی خدمت کا سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ قرآن کی جو خدمت انجام دی گئی ہے عربی زبان کے بعد اس میں سب سے نمایا کردار اردو زبان کا ہے اور بحمد اللہ اس زبان میں قرآنیات کا ایک پورا کتب خانہ وجود میں آچکا ہے۔

اردو زبان میں جو تفسیریں لکھی گئی ہیں ان میں زیادہ تر عام لوگوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ جن کو مختلف جہتوں سے قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے نحو صرف، بلاغت ومعانی، کلام واعتقاد، فقہ، اسباب نزول یا اس کے متعلق احادیث وآثار، قصص وواقعات اور دوسرے آسمانی صحائف سے تقابلی مطالعہ ان پہلوؤں کی جامع تفسیریں عربی زبان میں بہت سی ہیں۔ جو گویا علوم ومعارف کا ایک بحر ناپیدا کنار ہیں لیکن اردو زبان میں اس وسعت کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیر وتوضیح پر بہت کم کام ہوا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک اہم کاوش اس وقت میرے پیش ہے جسے اخی فی اللہ والدین محترم جناب مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی زیدت حسناتہ، استاذ حدیث جامعہ اشاعۃ العلوم اکل کوا، مہاراشٹر نے مرتب کیا ہے، مولانا موصوف نے اس کے لئے اٹھارہویں پارہ کا

انتخاب کیا ہے اوراس کا پس منظر یہ ہے کہ جامعہ اشاعۃ العلوم نے ہندوستان میں قرآنی مسابقات کی جو بنیاد ڈالی ہے ان میں ایک فرع ''تفسیر'' سے متعلق ہے'اس سے پورے پارہ کی مفردات' نحو وصرف' معانی و بیان اور بدیع' احکام' اسباب نزول' ناسخ ومنسوخ' قرأت و تجوید' مشکلات قرآن' تفسیر بالماثور کے مواد کوا لگ الگ عنوانات سے یکجا کر دیا ہے اوراس طرح سے یہ اس پارہ سے متعلق ایک بڑا علمی ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔

اس حقیر کومختلف مقامات سے مسودہ دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور دل سے دعا نکلی کہ موصوف نے اس کام کو بڑی محنت کے ساتھ انجام دیا ہے اور ہر بات مستند واہم مراجع سے لکھی ہے سوال و جواب کے زیرعنوان تمام اہم باتوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالی مؤلف موصوف کو جزاء خیر عطا فرمائے اوران کی کوشش کو قبول عام سے نوازے' کاش کہ وہ اس کام کواسی طرح پورا کرلیں جوطلبۂ تفسیر کے لئے بڑی سہولت بہم پہونچے' ماشاء اللہ مولانا عبدالرحیم صاحب ایک کامیاب مدرس اور صاحب ذوق عالم ہیں اوراس سے پہلے بھی آپ کی بعض تالیفات منظر عام پرآ کرعوام وخواص کی چشم محبت کا سرمہ بن چکی ہیں۔

دعاہیکہ اللہ تعالی ان کی اس خدمت کوقبول فرمائے اور مزید علمی و دینی خدمات لیتا رہے۔آمین۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
خادم المجہد العالی حیدرآباد
نزیل جامعہ اشاعۃ العلوم' اکل کوا
۹ر جمادی الاولی ۱۴۲۴ھ
مطابق ۱۹ر جولائی ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میری دلی تمنا

خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی مدظلہ العالی

رئیس الجامعۃ اشاعۃ العلوم اکل کوا

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين امابعد!

تمام شعبہائے دینیہ میں انحطاط وتنزلی کے اثرات سے اللہ عزوجل کی عظیم کتاب بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔اس کتاب سے روز افزوں بڑھتی ہوئی عملی وتلاوتی بے اعتنائی ہی خیر امت کے ذلت ونکبت اور سطحیت وپستی کی راہوں پر چل نکلنے کی ذمہ دار ہے۔

امت کی عظمت رفتہ کی بازیابی کے لئے اس کا عمل وقرأت ہر اعتبار سے کتاب اللہ سے رشتہ جوڑنا از حد ضروری ہے۔

مسابقۃ القرآن الکریم میں اعلی طلبہ کے ساتھ وہ طلبہ بھی شریک ہوتے ہیں جو ضعیف الاستعداد ہوں یا یہ کہ کتب تفاسیر سے براہ راست استفادہ کی ہمت نہیں کر پاتے مگر مسابقات میں ان کی شرکت ان کے حوصلوں کو توانائی بخش کر آئندہ کسی بھی قسم کی خصوصا قرآنی خدمات ان سے لی جاسکتی ہے۔ان کیلئے متعلقہ ضروری مباحث تفسیر وتجوید (جن کی عموما مسابقہ پر ضرورت پڑتی ہے) کو یکجا جمع کیا گیا ہے تو اس لحاظ سے

عزیزی مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی' استاذ حدیث وتفسیر اشاعۃ العلوم' اکل کوا' جو مسابقات کی منتظم کمیٹی کے اہم رکن بھی ہے اور قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کے سلسلہ میں فی الوقت ان طلبہ پر خصوصیت کے ساتھ کافی متحرک ہیں کا یہ جذبہ قابل قدر ہے۔ میری دلی تمنا تھی کہ ان مساہمین کی رہبری ورہنمائی کے لئے کوئی گائڈ بک' رہبر یا کوئی معاون کتاب تیار ہو۔ بلاشبہ مؤلف کا یہ احسان ہے۔ ضرورت ہے کہ وہ اس غیر متوقع سہولت سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھنے کی کوششیں کریں۔ خدا کریں اس انداز کی تفسیر کچھ سورتوں میں محدود نہ رہ کر مکمل قرآن مجید پر مشتمل ہو جائے۔

اللہ پاک مؤلف کو مقصد میں کامیابی نصیب فرمائے۔ اور کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے' نیز موصوف کی تمام خدمات قبول فرمائے۔ آمین۔

والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلبی مسرت

جامع المنقولات والمعقولات حضرت مفتی عبداللہ مظاہری مدظلہ العالی

حامداً ومصلیاً!

قرآن عظیم علوم ومعارف کا وہ بحر ناپیدا کنار ہے جس سے تا قیامت دنیا جواہر ودرر کا استخراج کرتی رہے گی لیکن اس کے حقائق ونوادرات کبھی ختم نہ ہوں گے یہ ایک جامع کتاب ہدایت اور پوری انسانیت کے لئے ابدی پیام رحمت ہے۔ کلام الملوک ملوک الکلام کے اعتبار سے سب پر اس کی فوقیت وبرتری مسلم ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی کسی بھی نوع کی خدمت یقیناً فضل ایزدی اور باعث سعادت ہے۔

مقام مسرت ہے کہ برادر عزیز مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی کی کدو کاوش سے اٹھارہویں پارے کا ترجمہ، ضروری تفسیر، لغوی تحقیقات اور بلاغی نکات کے ساتھ منظر عام پر آرہا ہے یہ کتاب جامعہ اشاعۃ العلوم اکل کوا کے زیر اہتمام پورے ملک میں ہونے والے قرآنی مسابقات کے پس منظر میں تحریر کی گئی ہے واقعہ یہ ہے کہ ان مسابقات قرآنیہ سے ملک بھر میں کتاب الٰہی کو تجوید وصحت کے ساتھ عام کرنے، اس کی تعلیمات کو پھیلانے، اور ایک قرآنی فضا بنانے میں قابل رشک کامیابی ملی ہے جو ان مسابقات کا بنیادی مقصد ہے اس کتاب میں انہی مسابقتی ضرورتوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے جس کی عموماً ایک مساہم مسابقہ کو ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جامعہ اشاعت العلوم جامعات کے باب میں سابقۃ السابقات اور محترم مولانا وستانوی اپنے ہم منصب وہم عصر لوگوں میں اسبق السابقین ہیں اسی طرح

مؤلف محبّ سابق السابقین اس قافلۂ قرآنی کے رکن رکین ہیں اس لئے انہوں نے ان ضرورتوں کا صحیح استقصا کیا ہے اور اس طرح ایک مفید اور نافع کتاب منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔

مؤلف محترم ہم سب کی طرف سے مبارکبادی کے مستحق ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ پاک مؤلف کی اس کاوش کو قبول کریں اور آپ کا قلم مزید اس نوع کی خدمت انجام دیتا رہے۔ خدا کرے زور قلم اور زیادہ

مفتی عبداللہ مظاہری

بانی و ناظم، جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ لطیف

حضرت مولانا رضوان الدین المعروفی

(شیخ الحدیث جامعہ اشاعۃ العلوم' اکل کوا)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم **امابعد!**

حق تعالی کو یہ منظور تھا کہ اپنی مرضیات ونامرضیات سے بندوں کو باخبر کرنے کے لئے آخری زمانہ میں ایک ایسی شریعت ایک ایسے نبی پر نازل کروں جو نبی خاتم الانبیاء والمرسلین ہو اور جسکی شریعت خاتم الشرائع ہو' چنانچہ اس نے ایک ہمہ گیر جامع کتاب قرآن مجید کی شکل میں نازل فرمائی اور چونکہ اس کو اپنا یہ قانون قیامت تک باقی رکھنا منظور تھا اس لئے اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ بھی اپنے ہی سر رکھا اور فرمایا **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** اور ساتھ میں یہ اعلان بھی فرمایا کہ **لایأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید** کہ کسی بھی باطل پسند یا باطل طاقت کی طرف سے ایک حرف اور ایک نقطہ کی بھی تغییر وتحریف نہیں ہوسکتی۔

قرآن کریم چونکہ حسب تصریح علماء امت **اسم للنظم والمعنی جمیعا** لفظ اور معنی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اس لئے الفاظ ومعانی کے ہر ہر پہلوم کے اعتبار سے یہ محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گا اور اس کے محافظین وجود میں آتے رہیں گے۔قرآن کے الفاظ اور اسکا طرز اداء یعنی تجوید اور اس کے معانی ومطالب روز اول کی طرح آج بھی محفوظ ہیں حفاظ نے الفاظ قرآن کو اور قراء نے طرز اداء کو اور علماء امت نے معانی ومفاہیم کو جوں کا توں

باقی رکھا۔ اور اللہ نے اس کے لئے دینی تنظیموں اور اداروں کا ایک مستحکم نظام چلایا جنہوں نے باکمال افراد پیدا کئے' انہیں اداروں میں ایک عظیم اور مختصر سی مدت میں بہت زیادہ ترقی کرنے والا' اپنی روشن خدمات کی وجہ سے درخشاں وتاباں ادارہ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا بھی ہے جس نے روز اول ہی سے خدمت قرآن کریم کو اپنا نصب العین اور اپنی مساعی کا محور بنا رکھا ہے۔ جامعہ ہذا کے بانی و مہتمم خادم القرآن ومعمار المساجد حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی حفظہ اللہ ورعاہ کی کتاب زندگی کے جلی عناوین میں ایک نہایت روشن اور تابناک عنوان ہے "مسابقۃ القرآن الکریم"۔ مسابقۃ القرآن کی اس مہم نے قرآن کریم کے متعلقہ مذکورہ تمام نقوش وخطوط (حفظ' تجوید' تفسیر وتاویل) کو تابندگی اور زندگی بخشی۔ واقعہ یوں ہے کہ اس مسابقہ کی برکت سے کتنے ہی پست حوصلہ طلبہ کو بلند حوصلگی ملی اور ان کی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں اور پھر انہیں تفسیر کے مراجع اور امہات الکتب کی مراجعت واستفادہ اور استنباط واستخراج کی سعادت ہاتھ آئی۔

اسی مسابقۃ القرآن کی برکات میں جامعہ کے استاذ حدیث وتفسیر اور لجنۂ مسابقہ کے روح رواں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی زید مجدہ کی ترتیب دی ہوئی تازہ کتاب "المذاکرات التفسیریہ فی المسابقات القرآنیہ" بھی ہے۔ یہ کتاب مسابقہ میں کئے جانے والی محنت کے لئے عکاسی وترجمان ہے۔ نحوی' صرفی' لغوی' بلاغی' تفسیری' تجویدی مباحث کے سوالات وجوابات کا ایک نہایت مفید اور قیمتی مجموعہ ہے سچ یہ ہے کہ

ع ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد

اس کے پیچھے بڑی کدوکاوش اور عرق ریزی کی گئی ہے۔ دعاء ہے کہ حق تعالی اس سعی جمیل کو قبول فرما کر اس کا نفع عام وتام فرمائے اور علوم قرآنیہ کے ساتھ مزید وابستگی کا ذریعہ بناویں اور مؤلف موصوف کی حسنات میں شامل فرماویں۔ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات عارفی

الحمدللہ القائل: کتاب انزلناہ الیک مبارک لیتدبروافی آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب وصلی اللہ علی رسولہ القائل:ان اللہ یرفع من الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین وعلی آلہ واصحابہ الذین یملأ اللہ قلوبھم بمعرفتہ ومحبتہ الی یوم الدین.

امابعد!

قرآن مبین دستور ہدایت‘ قانون فلاح وسعادت ہے۔اور تمام کتب سماویہ نیز جملہ علوم الہیہ کا جوہر ہے‘ حق تعالی اوراس کے مقام رضا تک پہونچانے والا ذریعہ اگر کوئی ہے تو وہ اللہ کی کتاب قرآن عزیز ہے۔

اس کے ساتھ وابستگی اور شغف اوراس کی خدمت مؤمن کے لئے باعث صدافتخار و ابتہاج ہے۔

اہل علم حضرات تو جانتے ہیں قرآن الفاظ ومعانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اور ہر زمانہ اوردور میں قرآن کے الفاظ ومعانی پر مختلف انداز کی محنتیں اور کاوشیں کی گئیں۔من جملہ ان کے ایک کامیاب کوشش پیش نظر کتاب ’’مذاکرات التفسیر یہ فی المسابقات القرآنیہ‘‘ بھی ہے جیسے رفیق محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی‘ استاذ حدیث وتفسیر جامعہ اکل کوا نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ انوکھے اور نرالے انداز پر ترتیب دی ہے۔اللہ تعالی نے موصوف کو جہاں تقریری ملکہ عنایت فرمایا ہے وہیں تحریری میدان میں بھی سابق رکھا۔متکلم اپنے کلام میں مخفی ہوتا ہے مطالعہ سے آپ پر مولانا کی مہارت علمی واشگاف ہوجائیگی۔

یہ کتاب طلبۂ مدارس اور اہل علم کے لئے بے حد مفید ہے۔احقر نے کئی صفحات کا بغور مطالعہ کیا خوب پایا۔قابل ذکر بات کہ اس تفسیر میں قواعد تجوید کو بھی بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ مختصر مگر جامع انداز میں جمع کیا گیا ہے جس سے مولانا کا تجوید کے ساتھ شدید تعلق معلوم ہوا۔بڑی مسرت ہوئی۔

اللہ تعالی مؤلف محترم اور آپ کی تالیف ہر دو کو مقبول دو جہاں بنائے۔آمین۔

قاری سید عارف صاحب
صدر شعبۂ تجوید جامعہ اکل کوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

دستور خالق دو جہاں کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہوکر سامنے آتی ہے کہ خلاق عالم نے اشرف المخلوقات حضرت انسان کی تخلیق کے ساتھ ساتھ یہ نظام وانتظام بھی کیا ہے کہ سلسلۂ انبیاء کو جاری وساری کیا جو اپنی امت کی رہبری ورہنمائی کر کے راہ حق کی دعوت' راہ حق پر امت کو مستقیم رکھنا' راہ حق پر رہتے ہوئے عالم آخرت کی طرف کوچ کرنا اور اس کی ترغیب دینا یہ انبیاء کا خاص مشن رہا ہے۔ نیز بطور مشعل راہ کئی پیغمبروں کو کتب مصحف سے بھی سرفراز فرمایا۔

چناں چہ قرآن پاک بھی قیامت تک کے انسان کے لئے پیغام ہدایت اور نشان منزل ہے بلکہ ضمان فلاح دارین ہے۔ اور انسانی تجربات بھی کچھ ایسے ہی ہیں کہ کسی مرحلۂ علمی وعملی کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے کوئی رہبر' گائڈ بک' مذکرۃ العلوم العقلیہ والنقلیہ ہو تو مدد وتعاون ملتا ہے۔

ہمارے جامعہ اشاعۃ العلوم کا مشن' ملک گیر تحریک' تحفیظ قرآنی' تجوید قرآن اور تفسیر قرآنی اس تحریک وصدائے دل نواز کے بانی ورئیس' خادم قرآن نے جو ہر دل عزیز لقب سے ملقب ہیں' ملک کی مختلف ریاستوں کی مستانہ وار کوچہ گردی کی۔ انہوں نے اپنے اس مشن سے تقریبا ۱۵۰۰ دینی اداروں کو وابستہ کرنے کا تاریخی اور انقلابی بلکہ تجدیدی کارنامہ انجام دیا۔

آں موصوف کی یہ تمنا اور چاہت رہی کہ مسابقۃ القرآن کی ایک اہم فرع ''تفسیر'' کے لئے کوئی مذکرہ یا کوئی کتاب ہو جو طلبہ کے لئے مخصوص ہو' اور مسابقہ میں معین ہو' چناں چہ

آپ کی اس چاہت اور تمنا کے پیش نظر مضمون جو کچھ منتشر و بے ترتیب ہی سہی مگر مسابقے کے مساہمین کے لئے رہنمائی بھی ہے جسے حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ' حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب' حضرت مفتی عبداللہ صاحب' مولانا رضوان الدین صاحب' قاری سید عارف الدین صاحب جیسی شخصیات نے محبت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ نیز میرے عزیزوں مولانا مستقیم اشاعتی' مولانا نورالدین راجستھانی' مولانا مجتبیٰ رویدروی' مولانا مختار صاحب' مولانا مہرعلی' عزیزم عظمت اللہ بہرائچی اور کئی طلبہ نے عرق ریزی کی ہے۔

اور کیسے فراموش کروں جامعہ مظہر سعادت کے ہونہار استاذ میرے رفیق درس' برادر عزیز جناب حضرت مولانا احمد ٹنکاروی' مولانا سلیم اجمیری' مولانا عبدالرحمٰن رویدروی' قاری عبدالقیوم اور عزیزم عبدالرب واپی' زین العابدین مجادری کو جنھوں نے ٹائپ' سیٹنگ اور پروف ریڈنگ سے لے کر طباعت کے مراحل کو مجنونانہ انداز میں پار کر کے مسابقہ کے موقع پیش کرنے کے قابل بنایا۔

بہرحال اس مختصر سے علمی کام کی تیاری میں کثرت مشاغل اور تنگیٔ وقت شانہ بہ شانہ رہے ہیں اور بشری تقاضے سے بھی اس لئے فروگذاشت کی برابر نہ اصلاح فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں اور اپنی ادعیۂ صالحہ مقبولہ میں ضرور یاد رکھیں۔

آپ کا منت کش
عبدالرحیم فلاحی

سورۃ المؤمنون

۱۔ آئینۂ سورت

۲۔ خلاصۂ مضامین

۳۔ وجہ ارتباط

۴۔ فضائل وخصوصیات

۵۔ اسباب النزول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ المؤمنون

آئینۂ سورت

١:- سورۂ مؤمنون بالاتفاق مکی سورت ہے۔

٢:- تلاوتی نمبر: ٢٣/

نزولی نمبر: ٧٤/

٣:- آیات: ١١٨/ اعند البصریین، ١١٩/ اعند الکوفیین۔

تعداد آیات کے اختلاف کا مبنیٰ حق جل مجدہ کا فرمان ثم ارسلنا موسی و اخاہ V- 45 ھارون الخ یہ مکمل آیت ہے یا جزء آیت۔

٤:- رکوعات: ٦۔

٥:- سوال: یہ نام سورہ کی کس آیت سے ماخوذ ہے؟

جواب: پہلی آیت قد افلح المؤمنون سے ماخوذ ہے یعنی تسمیۃ الکل باسم الجزء کی قبیل سے ہے۔

٦:- سوال: اس سورت کا نام ''المؤمنون'' ہی کیوں رکھا گیا؟

جواب: تخلید للمؤمنین و اشارۃ الی فضائلھم و مآثرھم و مناقبھم (مؤمنین کے ہمیشہ جنت میں رہنے اور ان کے فضائل و مناقب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے)۔

خلاصۂ مضامین سورت

(١) فضیلت عبادت۔

(٢) بیان آثار قدرت الٰہیہ۔

(٣) اثبات نبوت مع دفع شبہات۔

(٤) شناعت وقباحت حال کفار۔

(٥) بعث ومجازات اعمال۔

(٦) بعض مکارم اخلاق اوراعمال حسنہ کاذکرخیر۔

(٧) ان میں سے اکثر کی تقویت کے لئے بعض قصص کا بیان۔

وجہ ارتباط

ماقبل کی سورت سورہ حج ہے اس کے آخر میں ایک آیت: یایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم الخ اس آیت شریفہ میں عبادت کا مطالبہ کیا گیا اور فلاح کی امید دلائی گئی اور سورہ مؤمنون میں فلاح کو مؤمنین کے لئے ثابت کیا اور اس میں اسی فلاح وکامیابی کے اصول وطرق بتلائے گئے ہیں۔

فضائل وخصوصیات

(١) روی الامام احمد عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال کان اذا نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوحی یسمع عند وجھہ دوی کدوی النحل فلبثنا ذات یوم ساعۃ فاستقبل القبلۃ ورفع یدیہ وقال اللھم

زدنا ولاتنقصنا واکرمنا ولاتھنا واعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولاتوثر علینا وأرضنا وأرض عنا ثم قال أنزل علی عشر آیات من اقامھن دخل الجنة ثم قرأ قد افلح المؤمنون حتی ختم العشر۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو ہم کو آپؐ کے قریب شہد کی مکھی کی طرح بھنبھناہٹ سنائی دیتی تھی، چنانچہ کچھ دیر ہم نے توقف کیا کہ اتنے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہوکر اپنے دونوں ہاتھ مبارک دعاء کے لئے بلند فرمائے اور دعاء کی: **اللھم زدنا ولاتنقصنا** الخ، پھر **قد افلح المؤمنون** کی دس آیتیں پڑھی۔ **(اسباب النزول للنیسابوری)**

(۲) نسائی وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صحابیؓ نے حضرت عائشہؓ سے حضور پُرنورؐ کے اخلاق کریمانہ کے سلسلہ میں سوال کیا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: **کان خلقه القرآن وتلت ھذہ الآیات۔**

اسباب النزول

(۱) السبب الاول: الذین ھم فی صلاتھم خاشعون:-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند فرماتے، چنانچہ اس آیت کا نزول ہوا تو آپؐ نے اپنے سر کو جھکا لیا۔ **(اسباب النزول للنیسابوری)، (للسیوطی)**

(۲) السبب الثانی: فتبارک اللہ احسن الخالقین:-

علامہ سیوطی نے "**الدر المنثور**" میں ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ پر آیت کریمہ **ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین** کا نزول ہوا تو حضرت عمرؓ

آپ کے پاس تشریف فرما تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثم انشانہ خلقا آخر تک تلاوت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اے خطاب کے بیٹے تم نے جو پڑھا ہے آیت کا اختتام بھی اس سے ہوا ہے۔

(زادالمسیر)

(۳) السبب الثالث: مستکبرین بہ سمراتھجرون:-

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیرؒ سے نقل کیا ہے کہ قریش بیت اللہ کے اردگرد رات کو قصہ گوئی کرتے تھے اور طواف نہیں کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے تو اللہ نے اس آیت کریمہ کا نزول فرمایا۔ (لباب النقول للسیوطی)

(۴) السبب الرابع: ولقد اخذنا ھم بالعذاب فما استکانو الربھم یتضرعون:-

اخرج النسائی والحاکم عن ابن عباس قال : جاء ابوسفیان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد انشدک باللہ والکرم قداکلنا العلھز ای الوبر والدم فانزل اللہ: ولقد اخذنا ھم بالعذاب فما استکانوا لربھم ومایتضرعون۔

واخرج البیھقی فی الدلائل بلفظ ابن ایاز الحنفی لما اتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو ایسر خلق سبیلہ واسلم فلحق بمکۃ ثم رجع فحال بین اھل مکۃ وبین المیرۃ بن الیمامۃ حتی اکلت قریش العلھز فجاء ابو سفیان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

مفردات

مع

حل لغات

مفردات سورة المؤمنون

افلح:- الفوز بالمرام' من باب افعال۔

مقصد میں کامیاب' بامراد ہونا' باب افعال سے افلح یفلح افلاحا۔

الصلاة:- صلی یصلی کے معنی حرکت کرنے کے ہیں۔ تحریک الصلوین سے ماخوذ ہے۔ اصطلاح شرع میں: عبارة عن ارکان مخصوصة واذکار معلومة بشرائط محصورة فی اوقات مقدرة۔

الخشوع:- من باب فتح یفتح' خشع یخشع' الخوف مع العظمة۔ عظمت کے ساتھ ڈرنا۔

الزکوة:- چیز کا عمدہ حصہ' زکوة' صدقہ' پاکیزگی' زکوة واحد اور جمع زکاوات' زکی یزکی تزکیة (پاکی حاصل کرنا)۔ مجرد میں نصر اور سمع سے' بڑھنا' عمدہ ہونا۔

فروج:- فرج کی جمع معنی شرمگاہ۔ دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔

امانات:- امانة کی جمع ہے الشیٔ الذی اوتمن علیه (ایسی چیز جس پر اعتماد کیا گیا ہو)۔ دیانت داری' راست بازی۔

عهد:- جمع عهود' ماعاقد علی نفسه (وہ چیز جس کو اپنے ذمہ کرلیا جائے)۔

ابتغی:- باب افتعال سے فعل ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے ابتغی یبتغی ابتغاء (طلب کرنا)۔

عادون:- عدا یعدو عدوانا سے اسم فاعل عادٍ کی جمع (سرکش لوگ' حد سے آگے بڑھنے والے)۔

راعون:- اسم فاعل جمع مذکر باب مفاعلة سے (نبھانا' رعایت کرنا)۔

سلالة:- استخراج الشئ من الشئ :حتی یقال سللت الشعر من العجین (کسی چیز کو کسی چیز سے نچوڑنا)۔سللت الشئ سے ماخوذ ہے معنی خلاصہ' فعالہ کے وزن پر۔

نطفة:- کسی شئی سے نکالی ہوئی چیز نطفہ' نسل' (الماء الدافق) گرنے والا پانی تھوڑا یا زیادہ. جمع نطاف ونطف ۔

علقة:- دم جامد' خون بستہ' جما ہوا خون' جمع علق۔

مضغة:- گوشت کا ٹکڑا قطعة لحم قدر مايضمغ (گوشت کا وہ ٹکڑا جسے چبایا جاسکے)۔

عظاما:- عظم کی جمع (ہڈی)۔

الخلق:- انشاء شئ على غير مثال سابق (کسی چیز کو نمونہ سابقہ کے بغیر وجود بخشا)۔

کسونا:- فعل ماضی جمع متکلم باب نصر ينصر ' كسايكسو كسوة سے کپڑا پہنانا۔

اعناب:- عنب کی جمع معنی انگور۔

الملأ:- الذين يملؤن صدور المحافل باجسادهم والقلوب بجلالتهم وهيبتهم والعيون بجمالهم وبهجتهم (اشراف قوم)۔ملأ يملأ ملاء (بھرنا) سے ہے یعنی وہ معزز حضرات جو لوگوں کی آنکھوں کو رونق سے بھر دیتے ہیں یعنی جنہیں دیکھ کر قوم کو سرور حاصل ہوتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ اس طرح معزز لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔

یتفضل:- التفضل (طلب الفضل) من باب تفعل معنی برتری وفوقیت کا مطالبہ کرنا، یہاں پر مراد سرداروں کی خواہش ہے۔

فاسلک:- فادخل من باب نصر ینصر نصرا ' سلک یسلک سلکا وسلوکا. داخل ہونا۔

الجنۃ:- جنون و ضعف فی العقل (جنون اور عقل کی دیوانگی)۔

فتربصوا:- التربص من باب تفعل الانتظار ' تربص یتربص تربصا (انتظار کرنا)۔

باعیننا:- المراد بہ برعایتنا' لان اللہ تعالی لیس لہ عین حقیقۃ فالعین مجاز عن الرعایۃ

مُنزلا مبارکا:- منزل مصدر میمی ہے' ظرف مکان بھی ہوسکتا ہے۔

الفلک:- معنی کشتی۔ (واحد' جمع' مذکر' مونث سب کے لئے)

مبتلین:- باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے ابتلی یبتلی ابتلاء (آزمانا) مختبرین۔

القرن:- الجماعۃ المجتمعۃ فی زمن واحد سموا بذالک لانھم یتقدمون علی من بعدھم تقدم القرن علی الحیوان (ایسی جماعت جو ایک زمانہ میں جمع ہوں اور اس کو قرن کے نام سے اس لئے موسوم کیا گیا کیوں کہ وہ اپنے سے بعد والوں سے مقدم اور آگے ہوتے ہیں جیسے سینگ حیوان کے آگے ہوتا ہے۔

اترفناھم:- انعمنا علیھم حتی ابطر تھم النعمة' من باب افعال اترف یترف اترافا (اترانا)۔باب افعال سے فعل ماضی جمع متکلم کا صیغہ ہے یعنی ہم نے ان پر اتنا انعام کیا کہ اس کے سبب وہ اترانے لگے غرضیکہ ایسا انعام جو موجب فخر ہووہ اتراف ہے۔

ھیھات:- اسم فعل ماضی بمعنی بعد دوری کے معنی میں۔اس کے آخری حرف میں تینوں حرکتیں صحیح ہیں۔

الصیحة:- الصوت الشدید (سخت آواز) جمع صیحات۔

غثاء:- العشب اذا یبس وما یحملہ السیل من الحشیش والقصب الیابس ونحوہ (بوسیدہ درخت اور گھاس اور لکڑی وغیرہ جس کو سیلاب پانی پر اٹھائے پھرتا ہے)۔

بعدا:- ہلکوا' مفعول مطلق ہے بعد بعدا۔

تتری:- یتبع بعضھم بعضا ای تواتر واحد بعد واحد ھو مشتق و ماخوذ من الوتر معناہ الفرد (ایک کے پیچھے ایک لگاتار سلسلہ وار آتے رہنا یہ مشتق ہے الوتر سے جو کہ الفرد واحد کے معنی میں ہے۔

احادیث:- جمعُ حدیثٍ وھو مایبقی بعد الانسان من الذکرام جمع احدوثة وھی مایتحدث بہ و یتعجب منہ (انسان کی موت کے بعد اس کی یاد جو باقی رہ جائے اس کو حدیث کہتے ہیں یا یہ احدوثہ کی جمع ہے جس خبر کے ذریعہ بات کی جائے اور تعجب کیا جائے)۔

ربوة:- المکان المرتفع من الارض (زمین سے بلند مکان' ٹیلہ) جمع ربی۔

قرار:- المکان الذی یستقر فیہ المکین (وہ مکان جس میں رہنے والے برابر جم کر رہتے ہوں)۔

المعین:- الماء الجاری او الظاھر للعیون (وہ پانی جو جاری ہو یا آنکھوں سے نظر آنے والی اشیاء)۔اس دوسرے قول کے مطابق المعین میں میم زائد ہے۔

آویناھما:- باب افعال سے فعل ماضی جمع متکلم کا صیغہ'آوی یووی ایواء (پناہ دینا' ٹھکانا دینا)۔جعلنا ھما یأویان الیھما۔

زبرا:- قطعا جمعُ زبورٍ وھو القطعۃ من الفضۃ او الحدید (ٹکڑے' زبور کی جمع ہے اور زبور چاندی یا لوہے کے ٹکڑے کو کہتے ہیں)۔

غمرۃ:-الحیرۃ و الضلالۃ' واصلہ فی اللغۃ الماء الذی یغمر القامۃ (حیرت و گمراہی' غفلت جو اس درجہ کہ انسان کو لے ڈوبے)۔اس کا مادہ ستر پر دلالت کرتا ہے اسی لئے غمر اس ماء کثیر کو کہا جاتا ہے جو سطح زمین کو چھپا دے۔

یجأرون:- یضجون اصلہ الجوار رفع الصوت بالتضرع کما یفعل الثور۔باب فتح سے آواز کو اس طرح بلند کرنا کہ اس میں گڑگڑانا پایا جائے جیسا کہ بیل کرتا ہے' مراد چیخ و پکار۔

نمدھم:- امد یمد امدادا من باب افعال نعطیھم (باب افعال سے مضارع جمع متکلم کا صیغہ ہے' جو ہم ان کو دے رہے ہیں)۔

تنکصون:- من باب ضرب' الرجوع الی الوراء ' مرادہ الاعراض عن الحق (پیچھے کی طرف لوٹنا اور یہاں پر مراد حق سے اعراض کرنا)۔

ناکبون:- واحداسم فاعل من نکب ینکب نکوبا جمع ناکب' نکب عن الطریق نکوبا اذا عدل عنه ومال الی غیره من باب سمع ونصر (پھر جانا' مڑ جانا)۔

وجلة:-وجل یوجل من باب سمع یسمع 'الخوف (صفت مشبہ کا صیغہ مونث ہے باب سمع یسمع سے ڈرنا)۔

الخشیة:- سمع سے خوف رکھنا کسی چیز سے اس کی عظمت کی وجہ سے ڈرنا جیسے کہ اللہ کا خوف'مشفقون کے معنی بھی خوف کے آتے ہیں جو باب افعال سے ہے لیکن خشیت کا اطلاق مطلق خوف پر ہوتا ہے اور اشفاق کمال خشیت کو کہتے ہیں۔

(۱) بظاہر اس آیت میں تکرار معلوم ہوتا ہے لیکن خشیت سے عذاب مراد ہے لہذا تکرار نہ رہا۔

(۲) یا اشفاق سے مراد: دوام علی الطاعات ہے تو اس وقت مطلب ہوگا جو اپنے رب کے خوف کی وجہ سے رات دن طاعت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

الوسع:- طاقت'قدرت۔

سمرا:- الجماعة یتحدثون باللیل (وہ جماعت جو رات کو گپ شپ کرے فضول باتیں کرے)۔اور یہ مشتق ہے السمر سے جس کا معنی ہے ظل القمر یعنی چاند کا سایہ (رات کا کافی حصہ گزرنے کے بعد)۔

تھجرون:- ھجر المریض سے مشتق ہے بیمار جب بکواس کرنے لگے اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ نبی اور قرآن کے بارے میں بری اور جی چاہی باتیں کرتے ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔

مبلسون:- آئسون من کل خیر (ہر خیر سے ناامید ہو جانا)۔

الخراج:- مالزمک (وہ اجرت جو لازم ہو اس کا ادا کرنا)۔

الخرج:- ماتبرعت بہ (تبرعا اجرت دینا)۔

ذرء کم:- من باب فتح 'ذرء یذرء ذرء' الخلق و النشر' باب فتح سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (پیدا کرنا' پھیلانا)۔

اساطیر:- جمع اسطورۃ (من گھڑت کہانیاں و قصے' افسانے)

ملکوت:- زیادۃ التاء للمبالغۃ تا برائے وحدت نہیں بلکہ برائے مبالغہ (ملک تام) بادشاہی' عزت و قدرت' الملکوت السماوی۔ آسمان میں قدسیوں کی جگہ۔

یجیر:- من باب افعال' اجار یجیر اجارۃ یمنع الغیر (دوسرے کو منع کرتا ہے وہ سب کو پناہ دیتا ہے) جیسے بولا جاتا ہے: اجرت فلانا علی فلان اذا اغثته و متعته منه (جب تو اس کی مدد کرے اور اس کو تو اس سے روکے)۔

ولا یجار:- لا یمنع منه (اس سے کسی کو منع نہیں کیا جاتا یعنی اس کو کوئی پناہ دینے والا نہیں)۔

تسحرون:- تصرفون عن طاعته و توحیده (اللہ کی اطاعت سے اور اس کی توحید سے کیسے پھر رہے ہو) باب فتح سے سحر یسحر سحرا (دھوکہ دینا' جادو کرنا' عن کذا پھیرنا' دور کرنا)۔

ھمزات:- جمع ھمزۃ وھی الدفع و التحریک الشدید وھمزات الشیاطین کیده بالوسوسۃ۔ لغت میں معنی آتا ہے دھکا دینا' دفع کرنا۔ یہاں پر شیطان کے وساوس مراد ہیں۔

ورائھم:- امامھم (ان کے سامنے)۔

برزخ:- الحاجز بین الشیئین (دو چیزوں کے درمیان آڑ) جمع برازخ۔

موازین:- ای موز و نات (اس کے وزن کئے جانے والے اعمال) میزان کی جمع۔

تلفح:- باب فتح سے لفح یلفح لفحا (چہروں کو جھلسا دینا)۔

کالحون:- عابسون ' الکلوح ان تتقلص الشفتان و تتباعد عن الاسنان و ذالک نہایۃ القبح لوجہ الانسان (دونوں ہونٹوں کا اس قدر سکڑ جانا کہ دانت نظر آنے لگے ایسی بد شکل صورت کو کلوح کہتے ہیں اور قیامت میں جہنمیوں کی ایسی شکل ہوگی)۔

اخسؤا:- اسکتوا سکوت ھوان و ذل (ذلت و رسوائی کے طور پر خاموش رہو اور جہنم ہی میں پڑے رہو) جیسے کتے کو دھتکارنے کے لئے کہا جاتا ہے إخسأ من باب فتح۔

شقوتنا:- ای شقاوتنا (ہماری بدبختی) اس سے مراد ہے ہم پر ہماری لذتیں اور خواہشیں غالب آ گئی پس لذتوں کو شقاوت سے تعبیر کیا کیوں کہ یہی چیزیں مؤدی الی الشقاوت ہوتی ہیں۔

سخریا:- بکسر السین: الاستھزاء' وبضم السین: السخر والاستبعاد بالفعل (اگر کسرہ کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا کہ سخر یعنی مذاق کرنا اور ضمہ کے ساتھ بالفعل غلام بنانا اور دونوں قرأتیں مروی ہیں۔

عبثا:- بیکار' خالی از حکمت۔ باب سمع سے عبث یعبث عبثا۔

کلاّ:- حرف ردع' تنبیہ و زجر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

الأسئلة والأجوبة

وتعارض الآيات

ودفعه

الأسئلة والأجوبة فی سورة المؤمنون

قدافلح المؤمنون (۱) ہم فیہا خالدون (۱۱)

سوال: اس سورت کا ماقبل سے کیا ربط کیا ہے؟

جواب: اگلی سورت کے آخر میں کہا گیا تھا: یا أیہا الذین اٰمنوا ارکعوا وا سجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون. جس میں خطاب ایمان والوں سے تھا کہ فلاں فلاں کام کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ تو اب یہاں سے اسی کی تفصیل اور تحقیق کی جا رہی ہے جس میں مومنین مفلحین کے دس اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

سوال: الذین ہم فی صلاتہم خاشعون میں فی صلاتہم ظرف کو عامل پر مقدم کیوں کیا گیا؟

جواب: (۱) یا فواصل کی رعایت میں۔

(۲) یا اس لیے کہ صلاۃ کا ذکر ذکرِ ایمان کے قریب ہو جائے کیوں کہ یہ دواخوان ہے اسی لئے دوسری جگہ پر صلاۃ کو ایمان سے تعبیر بھی کیا گیا ہے۔

سوال: یہاں پر مؤمنین کے دس اوصاف کو بیان کیا گیا ہے ان میں سے خشوع فی الصلاۃ کو بقیہ تمام پر مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: خشوع کی عظمت شان کو بتلانے کے لیے اسکو مقدم کیا گیا ہے۔ مروی بھی ہے کہ ان الخشوع اول ما یرفع من الناس یعنی قیامت کے قریب سب سے پہلے لوگوں سے خشوع اٹھالیا جائیگا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ یوشک ان مدخل المسجد فلاتری رجلا خاشعا۔

مستفادمن الایة: نماز میں خشوع وخضوع کا اہتمام کرنا۔

والذین هم عن اللغو معرضون (۳۰)

سوال: جملہ اسمیہ سے اسکو تعبیر کیوں کیا گیا؟

جواب: دوام واثبات پر دلالت کرنے کیلئے جملہ اسمیہ کو اختیار کیا گیا۔

سوال: هم ضمیر کو کیوں مقدم کیا گیا؟

جواب: رعایت فواصل میں تقویت پیدا کرنے کیلئے هم کو مقدم کیا گیا ہے۔

سوال: جار مجرور (ظرف) کو مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: رعایت فواصل اور حصر پیدا کرنے کیلئے مقدم کیا گیا ہے۔

سوال: الترک کی جگہ الإعراض کے استعمال کی کیا وجہ؟

جواب: ترک بعد الأخذ ہوتا ہے۔اب یوں سمجھئے کہ لفظ اعراض کو استعمال کرکے اس بات کی طرف نشاندہی کی گئی کہ وہ لغویات سے سرے سے دور رہنے والے ہیں کسی اعتبار سے بھی وہ لغویات میں شریک نہیں ہوئے۔

مستفاد من الاية: لغویات سے دور رہنا محمود ومطلوب ہے۔

والذین هم للزکوة فاعلون

سوال: الزکوة سے کیا مراد ہے؟

جواب: دو باتوں کا احتمال ہے بعضوں نے زکوة سے تزکیۂ نفس مراد لیا ہے ان کی دلیل یہ ہیکہ ادائیگی زکاۃ کیلئے فاعل کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا لہذا اس اعتبار سے ادائیگی زکاۃ کا احتمال یہاں سے خارج ہوگیا تو اب دوسرا معنی یعنی تزکیہ نفس متعین ہوگیا۔

بعضوں نے کہا کہ فاعلون یہاں پر مؤدون کے معنی میں ہے یا زکوة سے پہلے مضاف محذوف ہے تقدیری عبارت یوں ہوگئی: **والذین هم لاداء الزکوة فاعلون۔**

اولئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون

سوال: آیت مذکورہ میں تقیید بعد الاطلاق اور تفسیر بعد الابہام کی کیا وجہ ہے؟

جواب: **التقیید بعد الاطلاق و التفسیر بعد الابهام من الفخامة ما لا یخفی** یعنی فخامت وعظمت کو ظاہر کرنے لئے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

سوال: **فیها** ضمیر کا مرجع الفردوس ہے جو مذکر ہے مونث کی ضمیر کیوں استعمال کی گئی ہے؟

جواب: **الفردوس** ان الفاظ میں سے ہے جو مذکر و مونث دونوں طرح استعمال کئے جاتے ہیں۔ یا مؤنث کا استعمال اس لحاظ سے بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جنت کے ایک حصہ کا نام ہے گویا کہ ضمیر **جنةالفردوس** کی طرف راجع ہے۔

سوال: **الفردوس** کیا ہے؟ تحقیق کیجئے؟

جواب: **هو أعلى الجنة التی تتفجر منها انهار الجنة وفی الحدیث "اذا سألتم الله فاسئلوه الفردوس" فانه أوسط الجنة وأعلى الجنة و منه تتفجر انهار الجنة"۔**

و لقد خلقنا الانسان من سللة من طین

سوال: آیت مذکورہ کا ماقبل سے ربط کیا ہے؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے سعداء کے احوال کو ذکر کیا تو اب ان کے مبدأ کو بیان کررہے ہیں جن کے ضمن میں تمام انسان داخل ہیں ۔یا آیات سابقہ میں بعض عبادات مہمہ کی فضیلت مذکور تھی اب آگے مستحق عبادات (اللہ جل شانہ) کے بعض آثار وتصرفات کا بیان ہے تا کہ ان

سے اس کی قدرت وعظمت اور وحدت ومنت ونعمت پر استدلال کیا جا سکے۔یا جب فردوس کو بیان کردیا تو اب البعث کو ذکر کررہے ہیں جوارث کے لئے موقوف علیہ کا درجہ رکھتا ہے۔

سوال: الانسان سے مراد کون ہے؟

جواب: اس سلسلہ میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں: (۱) بعض نے الانسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کو لیا ہے کہ ان کو سلالة من طين سے پیدا کیا گیا۔

(۲) بعض نے الانسان سے عام مراد لیا ہے اور کہا ہے کہ ہر ایک کو **سلالة من طين** سے پیدا کیا گیا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کو بلاواسطہ اور جملہ بنی آدم کو بالواسطہ۔

ثم جعلناه نطفة فی قرار مكين

سوال: قرار مكين سے کیا مراد ہے؟

جواب: قرار مكين سے مراد رحم ہے۔

سوال: رحم کو قرار مکین سے کیوں تعبیر کیا؟

جواب: مبالغۃ پیدا کرنے کے لئے قرار مکین سے تعبیر کیا گیا ہے کیوں کہ قرار یہ مصدر للمبالغہ ہے اور مكين بمعنی حصين ہے۔اور رحم کے اندر دونوں چیزیں موجود ہے کہ اس کو کسی نقصان کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔

ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم أنشأناه خلقا آخر فتبارك الله احسن الخالقين

سوال: ثم خلقنا کسی چیز کو مکمل بنانے کے بعد اس پر خلق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟ اور یہاں پر تکمیل انسان سے پہلے ہی نطفہ پر اور کبھی علقہ وغیرہ پر خلق کا استعمال ہو رہا ہے، ایسا کیوں؟

جواب: یہاں الخلق بمعنی التصییر کے ہے۔ای ثم صیرنا النطفة علقة۔

سوال: آیت مذکورہ میں اداۃ عطف میں فرق کی کیا وجہ؟ کہیں پر ثم اور کہیں پر فاء ہے؟

جواب: ثم تراخی اور استبعاد کے لئے آتا ہے چنانچہ ایک منی سے نطفہ کا وجود پانا اور پھر نطفہ سے علقہ کا بن جانا بظاہر انسان کی نظر میں بعید لگتا ہے کیوں کہ دونوں چیزوں میں کوئی جوڑ نہیں ہے اس لئے ان دونوں مقام پر ثــم استعمال کیا گیا ہے کہ اگر چہ تم اس کو بعید سمجھتے ہو لیکن اللہ کے یہاں کوئی چیز بعید نہیں پھر اس کے بعد جو مرحلہ ہے یعنی علقہ سے مضغۃ اور مضغۃ سے عظام پر گوشت کا چڑھنا ان میں کوئی منافات نہیں ہے کیوں کہ علقہ سے مضغہ ممکن ہے لوناً وصورۃً دونوں مناسب ہے اسی طرح اگلے مراحل بھی ہیں اس لئے وہاں فـاء کا استعمال کیا گیا کیوں کہ یہ انسانی نظر میں بھی بعید نہیں ہے پھر جب انسانی ڈھانچہ بن کر تیار ہو گیا تو اس میں جان کا آنا ایک کمال قدرت کی بات ہے اپنے کمال قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے ثم انشاناہ خلقا اخر فرمایا۔

سوال: ثم انشاناہ خلقا اخر کا کیا مطلب ہے؟

جواب: علامہ رازیؒ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ای جعلناہ خلقا مباینا للخلق الاول حیث صار انسانا و کان جمادا وناطقا و کان ابکم وسمیعا وکان اصم وبصیرا و کان اکمہ واودع کل عضو من اعضائہ عجائب نظرۃ وغرائب حکمۃ لا یحیط وصف الواصفین۔

ثم انکم بعد ذلک لمیتون .ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون

سوال: کفار موت کا انکار نہیں کرتے البتہ قیامت کے منکر تھے تو پھر اخبار عن الموت کو لام تاکید کے ساتھ موکد کرنے کی کیا وجہ؟ اور قیامت کے اثبات کو لام تاکید سے خالی رکھا حالانکہ اس کے برعکس معاملہ ہونا چاہئے تھا۔اس کی کیا وجہ؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ عطف اشتراک فی الحکم کا تقاضا کرتا ہے یعنی اداۃ عطف ماقبل و مابعد دونوں حکم میں برابر ہوتے ہیں اس لئے تاکید کے حکم میں دونوں برابر ہو گئے اور لام تاکید کے اعادہ کی ضرورت نہ رہی گویا کہ معنیٰ 'ثم انکم بعد یوم القیمة تبعثون' پر بھی لام تاکید داخل ہے۔

جواب: انزال غیر المنکر منزلة المنکر،ای الناس لا ینکرون الموت ولکن غفلتهم عنه وعدم استعداد وهم له بالعمل للصالح یعدان من علامات الانکار و لذالک نزلوا منزلة المنکرین و القی الخبر موکدا بموکدین (ان ولام)

(صفوۃ التفاسیر)

جواب: ان الموت لکراهته کالمنکر بخلاف البعث فانه مرغوب فیه لکونه حیاة فی الاصل. (بیان القرآن)

جواب: اوپر اللہ نے تخلیق انسانی کو اپنے موکد انداز میں بیان کیا تو کسی کو وہم ہوسکتا تھا کہ اللہ اس کو فنا نہیں کرے گا اس لئے اس کو موکد بیان کیا۔

سوال: اگر یہ ایسی بات تھی تو پھر دوسرے قضیہ میں ان حروف تاکید کے اضافہ نہ کرنے اور ماقبل پر محمول کرنے اور کے اعادہ کرنے کی کیا وجہ؟

جواب: اس لئے کہ اِنَّ تاکید میں اصل ہے اس لئے اس کے اعادہ کی ضرورت پڑی اور اس لئے بھی کہ وہ اقوی ہے۔اور اس کی ضرورت اور حاجت زیادہ پڑتی ہے۔لہذا لام تاکید کو ان حروف تاکید پر قیاس نہ کیا جائے۔

سوال: تبعثون سے کونسا نفخہ مراد ہے؟

جواب: اس سے نفخہء ثانیہ مراد ہے۔

فتبارک الله احسن الخالقین

سوال: یہ کس کے موافقات میں سے ہے؟

جواب: یہ حضرت عمر اور حضرت معاذ بن جبل کے موافقات میں سے ہے۔

جواب: عبداللہ بن سعید کے لئے بھی ہے لیکن اس کی وجہ سے وہ شقاوت کا باعث بنا۔

سوال: احسن اسم تفضیل کا صیغہ ہے اس سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی خالق ہیں۔

جواب: اسم تفضیل اپنے معنی حقیقی میں نہیں ہے۔ بلکہ احسن الصانعین صنعا کے معنی میں ہے۔

ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق

سوال: سبع طرائق کی لغوی ونحوی تحقیق کیجئے؟

جواب: طرائق 'طــریــقة' کی جمع منتھی الجموع ہے۔مضاف مضاف الیہ بن کر خلقنا کا مفعول بہ ہے نیز طرائق غیر منصرف ہے جمع منتھی الجموع کی وجہ سے حالت جری میں فتحہ کے ساتھ اعراب ہے۔

سوال: سبع طرائق سے کیا مراد ہے؟

جواب: سبع طرائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں اور آسمان کو طریقہ سے تعبیر اس لئے کیا کہ وہ فرشتوں کے آمد ورفت کے راستے ہیں، لانها طرائق (الکواکب)۔

وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناه فی الارض

سوال: علی ذهاب کس سے متعلق ہے؟

جواب: اس کا متعلق لقادرون ہے۔

سوال: متعلق کو عامل پر مقدم کرنے کی کیا وجہ؟

جواب: رعایت فواصل میں مقدم کیا گیا۔

سوال: من السماء سے کیا مراد ہے۔

جواب: بعض حضرات نے سماء سے آسمان مراد لیا ہے اور بعض نے سحاب مراد لیا ہے اس کی علو و رفع کی وجہ سے اس کو آسمان کہتے ہیں اور یہ کوئی بعید نہیں۔

سوال: وانا علی ذهاب به لقادرون میں کس چیز کو بتلایا جا رہا ہے؟

جواب: اس آیت کے ٹکڑے سے سخت وعید و دھمکی، وعید و تہدید ای " نحن قادرون علی اذهابه بالتعویز فی الارض فتهلکون عطشا انتم و مواشیکم"۔ علامہ ابن کثیر یوں فرماتے ہیں کہ "لو شئنا لجعلناه اذا نزل یفور فی الارض الی الارض لا تصلون الیه ولا تنتفعون به لفعلنا ،ولکن بلطفه تعالی ورحمته ینزل علیکم المطرمن السحاب عذبا وفراتا ، فیسکنه فی الارض ، ویسلکه ینابیع فیها العیون والانهار،ویسقی الزروع والثمار ،فتشربون منه انتم ودوابکم وانعامکم۔ (صفوة التفاسیر،مختصر ابن کثیر)

فانشانا لکم به جنت من نخیل واعناب لکم فیها فواکه کثیرة منها تاکلون

سوال: لکم فیها فواکه کے عموم کے تحت نخیل اور اعناب تو داخل تھے ہی پھر الگ سے ان کا ذکر کیوں کیا؟

جواب: بطور تمثیل کے نخیل اور اعناب کو خصوصیت کے ساتھ الگ ذکر کیا گیا چونکہ انگور اور کھجور عرب میں دوسرے پھلوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ پیدا ہوتے تھے اس لئے انہی کو بطور تمثیل ذکر کیا گیا۔ (مظہری)

جواب: خص النخیل والاعناب بالذکر لکثرۃ منافعها فانهما یقومان الطعام مقام الادام 'ومقام الفواکه رطبا ویابسا وهما اکثر فواکه العرب۔

سوال: فواکه کی تحقیق کیجئے؟

جواب: فواکہ یہ فاکھۃ کی جمع منتھی الجموع ہے غیر منصرف (هو ما یتلذذ به الاکل)۔

سوال: طور سیناء سے کیا مراد؟

جواب: سیناء اس پہاڑ کا نام ہے جہاں سے موسیٰ کو نداء دی گئی تھی اور اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ دراصل اس پہاڑ کا نام کوہِ طور ہے اور سیناء اس کے ایک حصہ کا نام ہے جہاں موسیٰ تشریف لے گئے تھے۔

سوال: وشجرۃ سے کون سا درخت مراد ہے؟

جواب: شجرۃ سے مراد زیتون کا درخت ہے۔

سوال: اس درخت کو کوہ طور کی جانب منسوب کرنے کی کیا وجہ؟ کیا اور کہیں یہ درخت نہیں اگتا؟

جواب: یہ درخت تو اور جگہوں میں بھی پیدا ہوتا ہے لیکن اصل مقام سب سے پہلے کوہ طور پر لگا ہے۔ بعد میں وہ درخت دوسرے مقامات پر منتقل کیا گیا ہے۔ لان اصلها عنه ثم نقلت الی غیره والی سائر المواضع.

سوال: صبغ اور ادام کی درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: الصبغ هو الادام الذی یلون الخبز اذا غمس فیه والادام کل ما هو یوکل به الخبز

صبغ ایسے سالن کو کہتے ہیں جس میں روٹی ڈبونے کے بعد روٹی رنگین ہو جائے جیسا کہ زیتون کا تیل ہے اور ادام ایسے سالن کو کہتے ہیں جس سے روٹی کھائی جائے وہ کوئی بھی چیز ہو اور جیسی بھی ہو اس اعتبار سے صبغ خاص اور ادام عام ہے۔

وان لکم فی الانعام لعبرة .نسقیکم مما فی بطونها ولکم فیها منافع کثیرة ومنها تاکلون .وعلیها وعلی الفلک تحملون

سوال: وان لکم فی الانعام لعبرة' اس کلام کو موکد کیوں کیا؟

جواب: تمام لوگ چونکہ عبرت انگیز نظر سے چوپایوں کو نہیں دیکھتے ہیں اوران کی تخلیق سے سبق نہیں لیتے ہیں اس لئے ان کو منکر قرار دے کر کلام کو پُر زور تاکید کے ساتھ بیان کیا کہ پہلے اِنَّ لائے پھر خبر کو مقدم کیا۔ بعد میں لعبرۃ پر لام تاکید داخل کر دیا۔

سوال: الانعام سے کون سے جانور مراد ہیں؟

جواب: اس میں خاص کر اونٹ، گائے ،اور بکریاں داخل ہیں اوران کو انعام سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ مشتق ہے نعمۃ سے جس کے معنی ہے اللہ کی نعمتوں سے مستفید ہونا اور چونکہ بالخصوص تینوں جانوروں میں اور بالعموم تمام جانوروں میں انسان کا فائدہ ہے اور نیز یہ نعمت کا ذریعہ ہے اس لئے ان کو انعام سے تعبیر کیا گیا۔

سوال: قدرت کے کمال کا تذکرہ اوپر سے چلا آرہا ہے۔اوپر نباتات کو بیان کیا اوراب یہاں چوپایوں کو بیان فرمارہے ہیں لیکن نباتات میں لعبرة کا لفظ نہیں ہے' یہاں ہے اس کی کیا وجہ؟

جواب: اس لئے کہ انعام میں عبرت کی چیز بقیہ اشیاء کی بہ نسبت زیادہ اظہر ہے اس لئے یہاں لفظ لعبرة بڑھایا۔

سوال: مما فی بطونها ،یہیں پر مونث کی ضمیر جو غیر عاقل کے لئے استعمال کی گئی ہے اور سورۂ نحل میں واحد مذکر کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔ مما فی بطونه اس طرح فرق کرنے کی کیا وجہ؟

جواب: سورۂ نحل میں مما فی بطونه سے مراد صرف اناث ہیں۔ تقدیری عبارت یوں ہوگی ''وان لکم فی بعض الانعام '' اوروہ بعض انعام اناث ہیں۔اس لئے واحد مذکر کی

ضمیر لائی گئی ہے۔ یہاں پر اس سے مراد ذکور اور اناث سب ہیں۔" ولکم فیھا منافع کثیرۃ "اس پر دلالت بھی کررہا ہے کہ وہ صرف اناث کے ساتھ خاص نہیں ہے۔(جلالین)

سوال: ولقد خلقنا الانسان سے وعلی الفلک تحملون تک کتنی طرح کے دلائل بیان کئے گئے ہیں؟

جواب: ان آیات میں حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی قدرت کے چار طرح کے دلائل بیان کئے ہیں۔

(۱) تقلب الانسان فی اطوار الخلق وھی تسعة اخرھا البعث بعد الموت.

(۲) خلق السمٰوٰت السبع .(۳) انزال الماء من السماء.(۴) منافع الحیوانات وذکر منھا اربعة انواع،الانتفاع بالالبان،وبالصوف،وباللحوم،وبالرکوب.

ثم ارسلنا تترا الخ

سوال: تترا کی تحقیق کیجئے اور وجہ نصب بھی بیان کیجئے؟

جواب: تترا منصوب ہے حال کیوجہ سے یا مصدر محذوف کی صفت واقع ہونے کیوجہ سے۔ اور تترا اصل میں وترا تھا۔ تو اتر اور مواترہ چیزوں کا پے در پے یعنی ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرے کا آنا.اور بغیر کسی اجتماعیت کے تسلسل قائم رہنا۔

کلما جاء امة رسولھا کذبوہ فأتبعنا بعضھم

سوال: احادیث کیا ہے؟

جواب: احادیث احدوثہ کی جمع ہے.اور یہ اس قصہ کو کہتے ہیں جسکو لوگ دل بہلانے کیلئے تعجب کیساتھ پڑھتے اور لکھتے ہیں۔

فقالو انومن لبشر من مثلنا

سوال: انو من کونسا استفہام ہے؟

جواب: استفہام انکاری ہے یعنی ہم ان دونوں آدمیوں پر جو ہمارے مثل ہیں ایمان نہیں لائیں گے۔

سوال: وقومھا میں واو کونسا ہے؟

جواب: واو حالیہ ہے۔

سوال: لنا عابدون . عابدون کا معنی کیا ہے؟

جواب: اصل معنے تو عبادت گزار ہے لیکن اہل عرب خدمت گزار حکم پر چلنے والے شخص کو عابد کہتے ہیں۔ جو کسی کے ماتحت میں ہو اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے۔

وجعلنا ابن مریم وامه اية

سوال: ابن وامۃ دونوں کو نشانی کس طرح بنایا؟

جواب: اس طرح کے ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) نے شیر خوار ہونے کے باوجود جبکہ گہوارے میں تھے اور ماں کی پاکدامنی ظاہر کی اور دوسرے معجزے ان سے ظاہر ہوئے اور ان کی ماں کو بھی نشانی بنایا اس طور پر کہ بغیر مرد کی قربت کے انکے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا۔

سوال: اگر ویسی بات تھی تو آیۃ مفرد کے بجائے تثنیہ لانا تھا؟

جواب: چونکہ ان دونوں کے اندر نشانی ایک ہی تھی ولادت من غیر محل بھی یہ انسان دیکھ نہیں سکتا ہے. اس لئے آیت مفرد لایا گیا۔

یایھا الرسل کلو ا من الطیبات و اعملو ا صالحا .انی بما تعملون علیم

سوال: آپؐ کی ذات آخری نبی ہے۔اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔پھر **یـــا ایھـــا الرسل** جمع استعمال کرنے کی کیا وجہ؟

جواب: اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ الرسل سے مراد آپؐ کی ذات ہے۔اور جمع کا صیغہ آپؐ کی عظمت اور شان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔اور اللہ نے اس بات کی طرف آپؐ کو سب لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔

جواب: دوسرا جواب یہ ہے کہ الرسل سے مراد آپ اور اس امت کے علماء مراد ہیں۔اور چونکہ عالم نائب رسول ہوتے ہیں۔اس لئے الرسل جمع لایا گیا ہے۔

سوال: **کـلـو امـن الـطـیبـات و اعملو ا** الخ۔کا خطاب رسولوں سے تو تحصیل حاصل ہے۔ **وھو مالا یجوز۔**

جواب: یا تو اکل حلال و اعمال صالحہ کے دائما کرنے کی طرف اشارہ ہو یا اگر علماء امت مراد ہیں تو تب تو تحصیل حاصل کا کوئی سوال ہی پیدا ہی نہیں ہوتا۔نیز علی سبیل الا جمال آپؐ کو خطاب کیا گیا ہے کہ اس سے نصاریٰ کی رہبانیت پر رد اور اس کی شناعت وقباحت کو بیان کرنا مقصود ہے کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ ترک مستلذات تقرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔

اس آیت میں جملہ رسل کو مخاطب بنا کر جس میں خود نصاری کے رسول بھی داخل ہیں اور ان کے واسطے سے علماء نصاری سے در پردہ کہہ دیا ہے کہ ترک مستلذات اصل نہیں ہے بلکہ ترک حرام اصل ہے،حلال کھاؤ حرام سے پرہیز کرو تب اللہ کے مقرب ہو سکتے ہیں۔

فتقطعوا امرھم بینھم زبرا

سوال: زبرا کی تحقیق کیجئے۔

جواب: زبرا جمع ہے زبور کی جس کا معنی ہے فرشتہ، گروہ، کتاب، یہاں پر زبرا یہ احزابا مختلفین کے معنی میں ہے۔اور یہ حال واقع ہورہا ہے۔تقطعوا کی ضمیر فاعل سے۔

فذرھم فی غمرتھم حتی حین

سوال: غمرۃ کی لغوی تحقیق کیجئے؟

جواب: غمرۃ یہاں پر ضلالت وجہالت کے معنی میں ہے۔اس کا اصل معنی ہے۔پانی کا بلند ہوکر ڈھانکنا، جس سے بہت پانی ہونا مراد ہوتا ہے۔اور یہاں پر ضلالت کو پانی سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح تاریکی میں یہ انسان نہیں دیکھ سکتا اسی طرح پانی میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔

والذین یئوتون ماا تواوقلوبھم

سوال: ماا توا ابہام جمع مبہم کیوں لایا گیا؟

جواب: تعظیم پیدا کرنے کے لئے ابہام لایا گیا ہے.

اولئک یسارعون فی الخیرا ت وھم لھا سابقون

سوال: نسارع لھم کیوں نہیں کہا؟

جواب: اپنے اچھے اعمال کے ذریعہ خیرات کے حصول اور انکے مستحق بننے کے معنی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے یسارعون کہہ کر فعل کو صالحین کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

سوال: فی الخیرات کی جگہ الی الخیرات کیوں نہیں کہا؟

جواب: اس بات پر تنبیہ کرنے کیلئے وہ لوگ خیرات کے باب میں مقبول ہیں ان سے خارج نہیں ہیں۔

سوال: حتی اذا اخذنا مترفیھم ،مترفیھم کی تحقیق کریں؟

جواب: مترفیھم: مترفین اسم مفعول ہے جمع مذکر سالم ہے اتراف باب افعال سے اضافت کیوجہ سے نون ساقط ہوگیا ہے،اور یہ حالت نصبی میں ہے یا نون کیساتھ

سوال: قد کانت آیاتی تتلی علیکم الخ مستکبرین بہ، بہ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

جواب: بہ کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے اگر چہ قرآن کا لفظ مذکور نہیں ہے۔

سوال: سمرا کی تحقیق کریں؟

جواب: سمرا . سمر یسمر سے مشتق ہے جس کا معنی ہے رات میں قصہ کہانی کہنا اور سننا، اور چونکہ اہل مکہ کو یہ عادت تھی کہ رات میں کعبہ کے اردگرد بیٹھ کر جلسہ جلوس کی طرح قصہ کہانی یاں کرتے تھے، اس لئے سامر فرمایا، اسم فاعل ہے حال واقع ہونے کی وجہ سے منسوب ہے۔

ام یقولون بہ جنة بل جا ئھم الحق واکثرھم للحق کارھون

سوال: ام یقولون جنة، واکثرھم الخ، بظاہر ان دونوں میں تضاد معلوم ہورہا ہے کیونکہ پہلے جملہ میں کل کفار مکہ کی طرف نسبت ہے، اور دوسرے میں اکثر کی طرف ایسا کیوں؟

جواب: ام یقولون بہ جنة اس میں تو سب شریک تھے، لیکن دوسرے میں اکثر کا لفظ اسلئے ذکر کیا کہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے، جنہوں نے اپنی قوم کے خوف یا فہم ودانش کی کمی کی وجہ سے ایمان ترک کردیا تھا ورنہ ان کے دلوں میں عناد نہ تھا۔

وھو الذی انشالکم السمع والابصار والافئدة قلیل ماتشکرون

سوال: السمع والا بصار والافئدة تینوں کوخصوصیت کے ساتھ بیان کرنے کی کیاوجہ؟

جواب: وخص الثلاثہ لانہا طرق العلم بالرد۔علوم الٰہی کے حصول کے یہ تینوں اہم آلات ہیں۔اس لئے خصوصیت کے ساتھ ان تینوں کو بیان کیا ہے۔

سوال: السمع کو الأبصار اور الأفئدة پر کیوں مقدم کیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ السمع بہ نسبت الأبصار و الأفئدة کے زیادہ اشرف ہے کیونکہ اس کے ذریعہ اخبار الٰہیہ اور اوامر ونواہی اور خدائی دلائل کا ثبوت ہوتا ہے اور بصر میں یہ خوبی اس درجہ نہیں ہے۔اللہ تعالی نے کسی نبی کو بہرا نہیں بنایا البتہ بعض حضرات کا نابینا ہونا ثابت ہے۔

سوال: السمع کو مفرد اور بقیہ کو جمع لانیکی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی چند وجوہات ہیں (۱) السمع مصدر ہے المصدر لایثنی ولا یجمع اصلا سواء للوا حد والاثنین والجماعة برخلاف الابصار کے کہ وہ جمع بصر کی۔ (۲) اس وجہ سے کہ اگر چہ السمع میں جمع الجوامع کا کام کرتا ہے،لیکن مستثنا ایک ھی کی ہے اس لئے مفرد استعمال کیا گیا ہے،

قلیلا ما تشکرون

سوال: قلیلا ما تشکرون ما کونسا ہے؟

جواب: ما قلت کی تاکید کے لئے ہے جو مستفاد ہو رہا ہے تنکیر سے لقدوعدنا وابائنا هذا من قبل ان هذا اساطیر الاولین.

سوال: هذا کا مشار الیہ کون ہے؟

جواب: هذا کا مشار الیہ محذوف ہے۔

سوال: یہاں پر ھذا کو مؤخر کیا گیا اور اسی طرح کی ترکیب سورۂ نمل میں بھی ہے وہاں ھذا کو مقدم کیا گیا ہے اس طرح فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جہاں پر ھذا کو مقدم کیا گیا وہاں کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اور جہاں موخر کیا ہے۔ وہ جمع تکلم کی ضمیر کے مصداق (کفار) کو مقصود کے طور پر بیان کرتے ہوئے نیز تفنن پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔

سوال: **اساطیر** کیا ہے؟

جواب: **اساطیر یہ اسطورۃ** کی جمع منتھی الجموع ہے۔ جیسے **اضاحک اضحوکۃ** اور **اعاجیب اعجوبۃ** کی جمع ہے جسکا معنی ہے جھوٹی باتیں، منگھڑت کہانیاں بیان کرنا۔

مااتخذ اللہ من ولد وما کان لہ من الہ اذاً لذھب

سوال: **اذا** ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

جواب: **اذاً** ترکیب میں شرط محذوف کی جزاء ہے ای **لو کان معہ من الہ اذاً لذھب**۔

قل رب اما ترینی ما یوعدون

سوال: ترینی کونسا فعل ہے تحقیق کرو؟

جواب: ترینی فعل مضارع واحد مذکر حاضر ہے۔ مبنی ہے نون تاکید کے اتصال کی وجہ سے دوسرے الفاظ میں یہ فعل مضارع بانون ثقیلہ کا واحد مذکر حاضر ہے۔ مایوعدون اس کا مفعول بہ ہے۔

رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین

سوال: رب کا تکرار کیوں؟

جواب: مبالغة فی التضرع کے لئے رب کا تکرار ہوا ہے۔

سوال: یہ بات تو طے ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو قوم ظالمین میں نہیں فرمائیں گے۔ اس کے باوجود لا تجعلنی فی القوم الظالمین کی دعا کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

جواب: اس کے ذریعہ آپ کا وصف عبودیت اور تواضع للرب کا بھی اظہار ہو جاوے۔ دوسری وجہ امت کو دعا کی تعلیم دینا مقصود ہے کہ امت اپنے رب کے سامنے کس طرح دعا کریں۔

وقل رب اعوذ بک من همزات الشیطان

سوال: همزات کی تحقیق کیجئے؟

جواب: همزات' همزة کی جمع مؤنث سالم ہے، جس کا معنی ہے شیطانی وسوسہ، اصلی معنی ہے، زور سے دھکا دینا، یعنی وسوسہ ڈال کر گناہوں کی طرف لے جانا۔

اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون

سوال: ارجعون جب مخاطب واحد ہے تو جمع کا صیغہ لانے کی کیا وجہ؟

جواب: الجمع للتفخیم و التعظیم جیسے اللہ تعالیٰ کا قول انا نحن نحی الموتی وغیرہ۔

فاذا نفخ فی الصور فلا أنساب بینهم یومئذٍ ولا یتسألون

سوال: فلاأنساب بینهم بظاہر انساب کی نفی درست نہیں ہے کیوں کہ دوسری جگہ نسبت کا ثبوت موجود ہے۔

جواب: دراصل **فلا أنساب بينهم** اس کی صفت محذوف ہے آیت مذکورہ میں اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے درمیان ایسی کوئی نسبت نہ ہوگی جو ان کو نفع پہونچائے، ان کے آپس میں ترحم اور تعطف کے مفقود ہونے کی وجہ سے' کیوں کہ ان پر دہشت غالب آجائے گی اور سب ایک دوسرے سے بھاگتے پھریں گے، **یوم یفر المرء من أخيه** یا یہ کہ اس سے مراد **فلاأنساب بينهم يتفاخرون** ہے، لہذا اب یہ اشکال وارد نہ ہوگا۔

وأقبل بعضهم على بعض يتساء لون

سوال: **ولايتسالون** یہاں پر سوال کی نفی ہے جبکہ دوسری جگہ سوال کا اثبات ہے، **وأقبل بعضهم على بعض يتساء لون**، کیا تطبیق ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دراصل قیامت کے دن ان لوگوں کے مختلف احوال ہوں گے کسی کی حالت میں خوف اور کسی کی حالت میں خوشی ہوگی یعنی لوگ تو آپس میں ایک دوسرے کے احوال دریافت کررہے ہوں گے اس وقت **يتسألون** کا منظر سامنے ہوگا۔

فمن ثقلت موازينه فأولئک هم المفلحون

سوال: **موازين** کیا ہے، اور اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: **موازين** یہ **ميزان** کی جمع منتہی الجموع ہے، میزان بولکر موزون مراد لیا گیا ہے، معنی اعمال عقائد اس لیے جمع استعمال کیا گیا ہے، دوسرے یہ کہ میزان ہی مراد ہے اس وقت جمع **تفخماً للميزان** استعمال ہوا ہے یا یہ کہ حقیقت پر محمول ہے ہر ایک کے عمل کے لیے الگ الگ میزان ہو اس لیے جمع لائے۔

وھم فیھا کالحون

سوال: کالحون کا معنی بیان کیجیے؟

جواب: کالحون کالح کا جمع مذکر سالم ہے کلوح سے مشتق ہے، اس کا معنی دونوں ہونٹوں دانتوں کے اوپر سے مسکرانا، یعنی نیچے کا ہونٹ نیچے کی طرف اتنا آجائے گا کہ وہ ناف سے لگ جائے گا اور اوپر کا ہونٹ اتنا اوپر ہو جائے گا کہ سر کے وسط تک چلا جائے گا۔

قال اخسؤا فیھا ولا تعلمون

سوال: اخسئوا کی لغوی تحقیق کیجیے؟

جواب: اخسئوا فعل امر کا جمع مذکر حاضر ہے اس کے معنی ہیں کتے کو دھتکار کر باہر نکال دینا اور خساء لازم بھی ہے اور متعدی بھی ہے، خسا الکلب کتا دور ہو گیا، یہاں پر مراد یہ ہے کہ تم ذلت کے ساتھ چپ رہو۔

فاتخذتموھم سخریاً

سوال: سخریا کی وجہ نصب بیان کرو اور کیا ہے یہ بیان کرو؟

جواب: سخریا، اتخذتم کا مفعول ثانی ہے آخر میں یا مبالغہ کے لیے بڑھائی گئی ہے، مراد مسخر فراق اور استہزاء ہے۔

حتی أنسوکم ذکری وکنتم منھم تضحکون

سوال: آیت کا شانِ نزول بیان کریں؟

جواب: اس کا شانِ نزول یہ کہ آیت فقراء صحابہؓ کے متعلق نازل ہوئی، جیسے حضرت عمارؓ حضرت صہیبؓ حضرت سلمانؓ وغیرہ، کفار قریش ان سے بہت استہزاء کرتے تھے اور ان کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

کم لبثتم فی الارض عدد سنین

سوال: **کم لبثتم** یہ سوال کیسا ہے؟

جواب: یہ سوال للتبکیت والتوبیخ ہے، اس لیے کہ انہوں نے **اللبث فی الارض** کا بالکل انکار کردیا تھا۔ اور خیال کرتے تھے کہ موت کے بعد فنا دائمی ہے۔ لیکن جب معاملہ برعکس ہوجائے تو تیقناً ان سے سوال ہوگا **کم لبثتم فی الارض**۔

سوال: **فاسألوا العادین**، عادین سے کون مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد فرشتے ہیں، جو اعمال خلق کا احصاء اور شمار کرتے ہیں۔

ان لبثتم الا قلیلاً لو کنتم تعلمون

سوال: دنیا کے ساٹھ ستر سالہ زندگی کو قلیل سے کیوں تعبیر کیا؟

جواب: کیوں کہ آخرت کی دائمی زندگی کے سامنے دنیا میں رہنے کی چند سالہ زندگی قلیل ہی معلوم ہوگی اور جہنم کے عذاب کی ہولنا کی کو دیکھکر جہنمی بھی اپنی دنیوی زندگی کو بہت مختصر خیال کرے گا۔

افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لاترجعون

سوال: **عبثاً** کا وجہ نصب بیان کرو؟.

جواب: **عبثا** منصوب ہے دو وجہ سے یا تو مصدر ہے جو حال کی جگہ واقع ہے، ای **عابثین**، یا دوسری وجہ یہ ہے کہ مفعول لہ ہے ای **لاجل العبث**، **العبث** ایسی چیز اور کام کو کہتے ہیں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

سوال: افحسبتم استفہام کونسا ہے؟

جواب: استفہام انکاری ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا۔

سوال: اس سورۃ کی ابتدا اور انتہاء کے درمیان کوئی ربط ہے؟

جواب: جی ہاں ضرور ہے، ابتدائے سورۃ میں اللہ نے مؤمنوں کے فلاح یاب ہونے کا ذکر کیا تھا، اور قد افلح المؤ منون فرمایا تھا، اور ختم سورۃ پر کافروں کے فلاح یاب نہ ہونے کی صراحت فرمادی، اس کے آگے اپنے رسول کو استدعاء رحمت اور استغفار کا حکم دیا آپ ﷺ کی امت والے آپ ﷺ کی پیروی کر کے مدارج فلاح پر فائز ہوں۔

تعارض آیات سورة المومنون

بارش آسمانوں سے ہوتی ہے یا بادلوں سے

التعارض بین الآیات.(بارش آسمان سے ہوتی ہے یا بادلوں سے)

(۱) الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء (سورة البقرہ پ۱ع۳)

(۲) وما انزل الله من السماء من ماء فأحیا به الارض بعد موتها (س بقرہ پ۲ع۴)

(۳) وهو الذی أنزل من السماء ماء فأخرجنا به نبات كل شیء (سورة الانعام پ۷ع۱۸)

(۴) انما مثل الحیاة الدنیا کماء انزلناه من السماء(س یونس پ۱۱ع۸)

(۵) انزل من السماء ماء فسالت او دیة بقدرها(س رعد پ۱۳ع۸)

(۶) الله الذی خلق السموات والا رض وانزل من السماء ماء (س ابراہیم پ۱۳ع۱۷)

(۷) وارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماء فاسقینا کموہ (س حجر پ۱۴ع۲)

(۸) والله انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها(س نحل پ۱۴ع۱۴)

(۹) واضرب لهم مثل الحیاة الدنیا کماء انزلناه من السماء (س کہف پ۱۵ع۱۸)

(۱۰) وانزل من السماء ماء فاخرجنا ازواجا من نبات شتی (س طہ پ۱۶ ع۱۱)

(۱۱) الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فتصبح الارض مخضرہ (س حج پ۱۷ ع۱۵)

(۱۲) وانزلنا من السماء ماء بقدر (س مومنون پ۱۸ ع۱)

(۱۳) وانزلنا من السماء ماء طھو را (س فرقان پ۱۹ ع۳)

(۱۴) امن خلق السموت والارض وانزل لکم من السماء ماء (س نمل پ۲۰ ع۱)

(۱۵) ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض (س عنکبوت پ۲۱ ع۲)

(۱۶) ومن آیاتہ یریکم البرق خو فا وطمعا و ینزل من السماء ماء (س روم پ۲۱ ع۶)

(۱۷) وانزلنا من السماء ماء فانبتنا فیھا من کل زوج کریم (س لقمان پ۲۱ ع۱۰)

(۱۸) الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ من ثمرات (س فاطر پ۲۲ ع۱۶)

(۱۹) الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض (س زمر پ۲۳ ع۱۶)

(۲۰) و الذی نزل من السماء ما ء بقدر فانشرنا بہ بلدۃ میتۃ (س زخرف پ۲۵ ع۷)

(۲۱) ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا به جنات (س ق پ۲۶ع۱۵)

(۲۲) حتی اذا اقلت سحاباثقالاسقناه لبلد میت فانزلنا به الماء (س اعراف پ۸ع۱۴)

(۲۳) الم تران الله یجری سحابا ثم یولف بینه ثم یجعله رخاما فتر الودق یخرج من خلاله (س نور پ۱۸ع۱۲)

(۲۴) الله الذی یرسل الریاح فتثیر سحابافیبسطه فی السماء کیف یشاء ویجعله کسفا فتری الودق یخرج من خلاله (س روم پ۲۱ع۸)

(۲۵) انتم انزلتموه من المزن ام نحن المنزلون (س واقعہ پ۲۷ع۱۵)

(۲۶) وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا (س نبا پ۳۰ع۱۰)

تشریح تعارض

آیت نمبر۱ پارہ نمبر۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش آسمان سے ہوتی ہے اور آیت نمبر ۲۲ پارہ ۲۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش بادلوں سے ہوتی ہے چنانچہ آیت نمبر۲۲، ۲۳، اور ۲۴ میں تو سحاب کی تشریح ہے اور یخرج من خلاله میں فرمایا کہ بارش بادلوں کے درمیان سے نکلتی ہے اور آیت نمبر۲۵، ۲۶ میں مزن کا اور معصرات کا لفظ آیا ہے جس کا معنی، پانی سے بھرا سفید بادل اور معصرات ان بادلوں کو کہا جاتا ہے جن کے برسنے کا وقت قریب آگیا ہو ان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بارش بادلوں سے ہوتی ہے۔ پس پہلی اکیس ۲۱ اور آخیر کی ۵ آیتوں میں بظاہر تعارض ہے۔

دفع تعارض

۱) اس تعارض کے تین جواب ہیں پہلی میں **سماء** سے سحاب مراد ہے ہر اس شیٔ کو سماء کہتے ہیں جو بہت علو میں ہوتی ہے اسکو سماء سے تعبیر کر دیا جاتا ہے. جیسے مکان کی چھت اور کہا جاتا ہے **کل شیءماعلاک فھو سماء** ہر وہ شیٔ جو تیرے اوپر ہے وہ آسمان ہے. پس چونکہ سحاب بھی علو میں ہوتا ہے اس لئے اسکو **سماء** سے تعبیر کر کے **انزل من السماء** سے کہد یا گیا ہے ورنہ حقیقتا بارش بادلوں ہی سے ہوتی ہے۔اس لئے ان آیات میں کوئی تعارض نہیں۔

۲) بارش تو بادلوں سے ہوتی ہے لیکن اس کا سبب تاثیرات سماویہ ہیں ۔چنانچہ سورج جو کہ آسمان میں ہے اسکی شعاعیں سمندر پر پڑتی ہیں جنکی حرارت سے پانی بخارات بن کر اٹھتا ہے پھر وہ بخارات ہوا کے طبقہ ثالثہ میں پہونچ کر جمع ہو جاتے ہیں اور جب فرمادہ بوجھل ہو جاتے ہیں تو قطرات بن کر برسنے لگتے ہیں پس جب تک وہ بخارات جمع رہتے ہیں ان کو بادل کہا جاتا ہے ۔اور جب برسنے لگتے ہیں تو بارش کہا جاتا ہے تو چونکہ بادلوں سے بارش برسنے کا سبب آسمانی شیراب ہیں اس لئے مجازا آسمان کی طرف نسبت کر دی گئی ۔پہلی آیت مجاز اور آخری آیت حقیقت پر محمول ہے۔

۳) بارش آسمان سے ہوتی ہے اور بادل درمیان میں واسطہ ہیں اولا آسمان سے بادلوں پر نازل ہوتی ہے پھر بادلوں کے سوراخوں سے چھن چھن کر زمین پر برستی ہے۔حق تعالی نے بادلوں کو بارش کے لئے چھلنی بنادیا ہے لہذا ان آیات میں کوئی تعارض نہیں۔اس توجیہ کی تائید حضرت کعبؓ کے ارشاد سے ہوتی ہے **لولا السحاب حین ینزل المطر من**

السماء لافسد مایقع علیه من الارض یعنی آسمان سے پانی چھوٹی دھا
تیزی کے ساتھ گرتا ہے مگر بادل اس کو روک لیتے ہیں پھر وہ بادلوں کے سورا
چھن کر ہلکی رفتار کے ساتھ قطرات بن کر اور باریک باریک دھار بن کر برستا
ہوتے اور پانی موٹی دھار بن کر پوری تیز رفتار کے ساتھ براہ راست زمینوں
گرتا تو سب چیزیں ہلاک ہو جاتیں یہ حق تعالی کا کرم ہے کہ اس نے درمیان
واسطہ بنا دیا۔)

سوال: خالق صرف حق تعالی ہے یا بندے ہیں؟ ـ

(۱) انی اخلق لکم کهیئة الطیر فانفخ فیه (سورۂ آل عمران پ۳

(۲) وان تخلق من الطین کهیئة الطیر (سورۂ مائدہ ۷ ۵)

(۳) فتبارک الله احسن الخالقین (سورۂ مؤمن ۱)

(۴) اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین (سورۂ الصفت ۲۳

(۵) بدیع السموات والارض انی یکون له ولد (پ۷رکوع ۱۹

(۶) الله خالق کل شیئی وهو الواحد القهار (سورۂ الرعد ۱۳

تشریح تعارض

پہلی آیت اربعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ بھی بعض اشیاء کا خالق ـ:
معتزلہ کا مسلک ہے کیونکہ پہلی آیت میں حضرت عیسی کے متعلق فرمایا گیا ہے:
پرندہ پیدا کیا کرتے تھے۔ خلق کی نسبت حضرت عیسی کی طرف کی گئی ہے تیسری ا
میں احسن الخالقین کہ حق تعالی پیدا کرنے والوں سے بہترین پیدا کرنے

سے یہ بھی معلوم ہے کہ پیدا کرنے والے اللہ کے علاوہ اللہ کے بندے بھی ہیں۔اور آخر کی دو آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

دفع تعارض

(۱) اسکے دو جوابات ہیں کہ خلق کے معنی ایجاد وتکوین کے ہیں۔

(۲) اسی طرح خلق کا اطلاق تقدیر وتصویر اور تسویہ کے معنی پر بھی ہوتا ہے اگر خلق کے معنی ایجاد وتکوین ہو تو جو خلق اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے اور خلق بمعنی التقدیر التصویب کا اطلاق بندوں پر بھی ہوتا ہے۔

پہلی چار آیات میں لفظ خلق اسی دوسرے معنی میں مستعمل ہے قرینہ یہ ہے کہ ایجاد وتکوین بلا مادہ کے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ نے بلا مادہ ابتداء اشیاء کو عدم سے وجود بخشا ہے اور تصویر مادہ سے بنائی جاتی ہے اور اس آیت میں مادۂ طین کا ذکر ہے کہ حضرت عیسی مٹی لیکر اس پرندے کی صورت بناتے تھے یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ خلق یہاں پر تصویر کے معنی میں ہے۔ اسی طرح آیت نمبر ۳ اور ۴ میں معنی ہے احسن المصورین اور آخر کی دو آیت میں خلق بمعنی ایجاد ہے۔ (روح المعانی' خازن)

آیت نمبر دو تین میں اور چار میں صرف فاحسن الخالقین سے متعلق ہے کہ یہ علی سبیل الفرض کہا گیا ہے یعنی اگر چہ نفس الامر میں اللہ کے علاوہ اور کوئی خالق نہیں ہے۔لیکن اگر فرض کیا جائے کہ حق تعالیٰ کے علاوہ اور بھی دوسرے خالقین ہیں تو حق تعالیٰ ان سے بہترین خالق ہے پس آیت نمبر ۳ اور ۴ میں غیر اللہ کو خالق علی سبیل الفرض کہا گیا

ہے اور آخر کی آیتوں میں ہرشیٔ کا خالق حق تعالی کو نفس الامر کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔

(تفسیر مظهری)

سوال: حضرت آدم کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟

(۱) ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (سورۂ آل عمران الجزء۳ رکوع۱۴)

(۲) قال انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین (سورۂ الاعراف ۸ ۹)

(۳) ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین (سورۂ المؤمنون ۱۸ ۱)

(۴) واذقال ربک للملئکة انی خالق بشرا من طین (سورہ ص ۲۳ ۱۴)

(۵) ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمأمسنون (سورۂ الحجر ۱۴ ۳)

(۶) وبدا خلق الانسان من طین (سورہ سجدہ ۲۱ ۴۱)

(۷) واذقال ربک للملئکة انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون(سورۂ الحجر ۱۴ ۳)

(۸) قال لم اکن لأسجد بشرا خلقته من صلصال من حمأمسنون (سورۂ الحجر ۱۴ ۳)

(۹) انا خلقنا هم من طین لازب (سورہ الصفت ۲۳ ۵)

(۱۰) خلق الانسان من صلصال کالفخار (سورہ الرحمٰن ۲۷ ۱۱)

تشریح تعارض

حضرت آدم کی تخلیق کس چیز سے ہوئی اس بارے میں آیات متعارض ہیں پہلی چار آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی نے مٹی سے پیدا کیا۔ اور آیت نمبر ۵ میں ہیکہ مٹی کے خلاصہ اور جوہر سے پیدا کیا۔ اور آیت نمبر ٦ اور ۷ اور ۸ میں فرمایا کہ ہم نے انسان کو (آدم علیہ السلام) بدبودار گارے کی کھن کھن بجنے والی مٹی سے پیدا کیا (صلصال ایسی مٹی جس پر چٹکی ماری جائے تو بجے) حمأ' طین اسود، مسنون (متغیر اور بد بو دار) اور آیت نمبر ۹ میں ہے کہ چپکنے والی مٹی سے پیدا فرمایا، اور آیت نمبر ۱۰ میں ہے کہ ہم نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا (فخار کے معنی آگ) پس ان آیات میں بظاہر تعارض ہے۔

دفع تعارض

اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ ان آیات سے اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت آدم کی تخلیق مختلف اطوار واحوال کے ساتھ ہوئی کہ سب سے پہلے حق تعالی نے زمین سے مٹی لی اور اس کا خلاصہ اور جوہر یعنی عمدہ جز نکالا پھر اس کو پانی میں گوندھا جس سے وہ چپکنے والی ہوگئی پھر اسکو جوڑ دیا کہ وہ متغیر ہوگئی یعنی اس میں بدبو پیدا ہوگئی پھر اس سے حضرت آدم کا مجسمہ تیار کیا گیا پھر اسکو ہوا میں سکھا دیا گیا جس سے وہ صلصال کالفخار انتہائی سخت ٹھیکرے کی طرح ہوگیا کہ اگر اسپر چٹکی ماری جائے تو آواز ہو اسطرح حضرت آدم کی تخلیق عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی، اور ہوا،) سے ہوئی مگر چونکہ جزء غالب مٹی ہے اس لئے کہد یا جاتا ہے کہ حضرت آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی جیسا کہ کمہار لوگ مٹی سے برتن تیار کرتے ہیں بہرحال

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مختلف احوال واطوار کے ساتھ ہوئی پہلی چار آیات میں ابتدائی حالت اور آیت نمبر ۵،٦،۷،۸،اور ۹ میں درمیانی حالت اور نمبر دس ۱۰ میں حالت اخیرہ کو بیان کو دیا گیا ہے فلا تعارض بین تلک الآیات (صاوی، جمل وغیرہ)

سوال: اولاد آدم کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟

۱. ھو انشائکم من الارض و استعمر کم فیھا.

۲ منھا خلقنا کم و فیھا نعید کم و منھا نخرجکم تارۃ اخری

۳. یا ایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فا نا خلقنکم من ترا ب

۴. و من آیته ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون سورۂ روم

۵ اناخلقنا کم من طین لازب . سورۂ الصفت

٦ ھو اعلم بکم اذ انشئکم من الارض . سورۂ النجم

۷ خلق الانسا ن من نطفة فاذا ھو خصیم مبین سورۂ النحل

۸ ثم جعلنه نطفة فی قرا رمکین. سورۂ المؤمنون

۹ او لم یر الانسا ن اناخلقناہ من نطفة فا ذاھو خصیم مبین .

۱۰ و انه خلق الزو جین الذکر و الانثی من نطفة اذاتمنی

۱۱ افرئتم ما تمنونء انتم تخلقونه ام نحن الخالقون .

تشریح تعارض

ان تمام آیات میں اولاد آدم کی تخلیق کا بیان ہے کیوں کہ ان آیات میں سے بعض میں جمع کا صیغہ ہے بعض میں نسل کی تصریح ہے اور جن آیات میں صرف انسان کا ذکر ہے ان

میں انسان سے جنس انسان یعنی اولاد آدم مراد ہے جب کہ آیات کے سیاق وسباق سے اور مفسرین حضرات کی تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے مگر اولاد آدم کو کس چیز سے پیدا کیا گیا اس بارے میں آیات متعارض ہیں آیات نمبر ۱ تا ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد آدم کو مٹی سے بنایا اور آیت نمبر ۷ سے ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ نطفہ منی سے پیدا کیا اور آخر کی آیات نمبر ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ علقہ سے پیدا کیا ان آیات میں بظاہر تعارض لگ رہا ہے۔

دفع تعارض

آیات نمبر ۱ تا ۶ میں حضرت آدم کی تخلیق مراد ہے، ضمیر جمع سے قبل ایک مضاف محذوف ہے جس کو یعنی هو أنشأ اباكم من الارض و قس على هذا نمبر ۷ تا ۱۷ میں تخلیق اولاد آدم مراد ہے اور سب سے آخری آیت میں جو علق کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کو پہلے ہی دن دم جامد سے پیدا کر دیا بلکہ مطلب یہ کہ پہلے نطفہ بنایا پھر علقہ بنایا بہر حال پہلی چھ آیات میں تخلیق آدم اور آخر کی تمام آیات میں اولاد آدم کی تخلیق مراد اور اختلاف اشخاص کے بعد کوئی تعرض باقی نہیں رہا۔ (روح العانی)۔

دوسرا جواب جب کہ یہ تمام آیات اولاد آدم ہی کی تخلیق سے متعلق ہوں کہ حق تعالی نے اولاد آدم کو نطفۂ منی سے پیدا کیا ہے مگر پہلی چھ آیات میں جو یہ فرمایا کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ان میں انسان کے مادۂ بعید کو بیان کیا گیا ہے، کیوں کہ نطفہ منی غذاؤں سے بنتا ہے اور غذا مٹی سے پیدا ہوتی ہے۔ (روح المعانی)

تیسرا جواب یہ ہے کہ الاخرین مراد ہے، ہر انسان کی تخلیق مٹی اور نطفہ منی کے مجموعہ سے ہوتی ہے جب نطفہ رحم مادر میں قرار پاتا ہے تو ایک فرشتہ اس مقام سے جہاں اس شخص کے

لئے دفن ہونا مقدر ہوتا ہے مٹی اٹھا کر لاتا ہے اور نطفہ پر جھڑک دیتا ہے پھر مٹی اور نطفہ کے مجموعہ سے بچہ کی تخلیق ہوتی ہے اس کی تائید عطاء خراسانی کی ایک روایت سے ہوتی ہے **عن عطاء الخراسانی قال ان الملک ینطق فیاخذ من تراب المکان الذی یدفن فیه الشخص فیزره علی النطفه فیخلق من تراب و النطفة۔** (روح المعانی)

سوال: روز قیامت کفار کے اعمال تولے جائیں گے یا نہیں؟

۱) **اولئک الذین کفرو ابآیات ربهم** الخ ، **سورۂ الکهف الجزء١٦ رکوع**

۲) **ومن خفت موا زینه فاولئک الذین خسروا انفسهم** الخ **سورۂ ١٨ ٦**

تشریح تعارض

آیت نمبر ۱ میں فرمایا کہ ہم کفار کے لئے وزن قائم نہیں کریں گے اور آیت نمبر ۲ میں ارشاد ہے کہ جن کے ترازو کے پلے ہلکے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا آیت ثانیہ میں اعمال کفار کے وزن کا اثبات اور آیت اولی میں وزن کی نفی ہے پس دنوں آیتوں میں تعارض ظاہر ہے۔

دفع تعارض

جواب(۱): آیت اولی میں مطلق وزن کی نفی مراد نہیں بلکہ وزن نافع کی نفی مقصود ہے **فلانقیم لهم یوم القیمه وزنانافعا** کیوں کہ کفار نے ثواب کے خاطر اعمال حسنہ جو دنیا میں کئے تھے قبولیت کی شرط ایمان نہ ہونیکی وجہ سے بیکار ہو جائیں گے اور ان کا معاملہ ہلکہ رہے گا اسی کو آیت ثانیہ میں خفت موازینہ سے تعبیر فرمایا خلاصہ یہ ہے کہ نفی وزن نافع کی ہے اور اثبات وزن نافع کا ہے فلا تعارض۔

جواب(۲): آیت اولی میں وزن قائم نہ کرنے سے تولنے کی نفی مقصود ہے ہی نہیں بلکہ کفار کی توہین تحقیر شان مراد ہے یعنی آیت شریفہ میں وزن اعمال یا عدم وزن اعمال مقصود ہی نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ قیامت کے دن ہمارے نزدیک کفار کا کوئی اعتبار نہیں **فلا نجعل لهم يوم القيمة وزنا ای اعتبارا** پس آیت اولی میں وزن سے اس کا حقیقی معنی تولنا مراد نہیں ہے بلکہ وزن کے مجازی معنی اعتبار اور قدر ومنزلت مراد ہیں۔ (روح المعانی)

جواب(۳): اختلاف اشخاص پر محمول ہے یعنی بعض کفار کے اعمال تولے جائیں گے اور بعض کے نہیں جبکہ مومن دو قسم کے ہونگے بعض تو بلا حساب وکتاب بلا وزن اعمال کے جنت میں داخل ہوں گے اور بعض بعد وزن اعمال وحساب وکتاب جنت میں جائیں گے ایسے ہی کفار کی دو قسمیں ہوگی بس وزن نفی بعض کفار کے لئے اور اثبات دوسرے بعض کفار کے لئے ہے لہذا کوئی تعارض نہیں۔ (قرطبی ومظہری)

سوال: قوم عاد پر کونسا عذاب آیا؟

۱)**فاخذتهم الصيحة بالحق فجعلنهم غثاء فبعداللقوم الظلمين** (سورۃ المؤمنون الجزء۱۸ رکوع ۷)

۲)**فقل انذرتكم صعقة مثل صعقة عادو ثمود** (سورۃ فصّلت الجزء۲۴)

۳)**فارسلنا عليهم ريحاً صرصراً في ايّام نحسات**

۴)**بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم**

۵)**وفي عاد اذ ارسلنا عليهم الريح العقيم**

۶)**انا ارسلنا عليهم ريحاّصر صراً في يوم نحس مستمر**

۷)**واماّعاد فاهلكوا بريح صر صرعاتيه**

تشریح تعارض

یہ آیات قوم عاد پر آنے والے عذاب سے متعلق ہیں۔پہلی آیات کے سیاق وسباق میں اگر چہ قوم عاد کی تصریح نہیں بلکہ صرف ثم انشأنا من بعدهم قرنا اخرين کہا گیا ہے مگر چونکہ حضرت ابن عباسؓ اور اکثر حضرات نے قرن آخرین کی تفسیر قوم عاد کے ساتھ کی ہے اس لئے آیت میں آخرین سے قوم عاد ہی مراد ہوگی۔ نیز تائید اس کی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ قرن آخرین کا تذکرہ قوم نوح کے ذکر کے بعد ہوتا ہے اور قرآن میں عموماً حضرت نوح کے بعد قوم عاد کا ذکر ہوا ہے۔ اس لئے سورۂ مومنون میں بھی قرن آخرین کا مصداق قوم عاد ہے۔اور بعد کی چھ آیات میں تو قوم عاد کی تصریح ہے ہی اسطرح یہ سب آیات قوم عاد ہی سے متعلق ہیں مگر قوم عاد کو جس عذاب سے ہلاک کیا اس میں اختلاف ہے اور یہ آیات متعارض ہیں۔ چنانچہ پہلی چند آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ صیحة یعنی چیخ سے ہلاک کیا گیا اور دوسری بعض آیات میں معلوم ہوتا ہے کہ دوسری چیزوں سے اسلئے بظاہر آیات میں تعارض ہے۔

دفع تعارض

اس تعارض کا دفعیہ دوطرح سے کیا گیا ہے:

(۱) اصل عذاب تو آندھی کا آیا تھا مگر اس کو پہلی دو آیات میں صیحة اور صاعقة سے تعبیر کیا گیا اس اعتبار سے کہ صیحة سے مطلق عقوبت ہالکہ مراد ہے۔ صاعقة کے معنی بھی لغت میں مطلق عذاب کے آتے ہیں لہذا کوئی تعارض نہیں ہے۔

(۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی چیخ اور تیز آندھی دونوں سے ھلاک کیا گیا اور صاعقة بمعنی عذاب ہے فلا تعارض (حاشیہ جلالین)۔

سوال: روز قیامت لوگ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں گے یا نہیں؟

۱) فلا انساب بینھم یومئذ و لا یتساء لون (سورۃ المومنون الجزء۱۸ رکوع۶)

۲) واقبل بعضھم علی بعض یتساء لون (سورۃ الصفت ۲۳ ۶)

۳) فاقبل بعضھم علی بعض یتساء لون (سورۃ الصفت ۲۳ ۶)

۴) واقبل بعضھم علی بعض یتساء لون (سورۃ الطّور ۲۷ ۳)

تشریح تعارض

پہلی آیت مین تساؤل کی نفی کی گئی ہے کہ قیامت کے روز آپس میں ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کریں گے اور آخر کی تین آیات میں تساؤل کا اثبات ہے کہ یہ سوال کریں گے تو بظاہران آیات میں تعارض ہے۔

دفع تعارض

اس کے تین جواب ہیں۔

(۱) اختلاف احوال وامکنہ پر محمول ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن مختلف احوال ومتعدد مواضع ہوں گے۔بعض مواضع میں لوگوں پر خوف وگھبراہٹ طاری ہوگی نفسی نفسی کا عالم ہوگا کوئی کسی سے کوئی سوال اور بات چیت نہیں کرے گا۔پھر دوسرے بعض مواضع میں لوگوں کو کچھ افاقہ ہوگا ایک دوسرے سے بات چیت کریں گے۔(حاشیہ جلالین)۔

(۲) اختلاف زمان پر محمول ہے کہ نفی تساؤل نفخۂ اولی کے وقت ہے کہ جس وقت زمین پر کوئی باقی نہ رہے گا اور اثبات نفخۂ ثانیہ میں ہے کہ میدان حشر میں لوگ جمع ہوکر آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت کریں گے یہ توجیہ بھی ایک ابن عباسؓ سے نقل کی گئی ہے۔ (روح المعانی)

(۳) نفی تساؤل من الانساب کی ہے۔اور اثبات دوسری چیزوں کے متعلق تساؤل کا ہے یعنی یہ کفار قیامت کے دن ایک دوسرے سے نسب کے متعلق کوئی سوال نہیں کریں گے۔کیونکہ انساب سے اس روز کوئی نفع نہیں پہونچے گا پس جس کا اثبات اس کی نفی نہیں اور جس کی نفی ہے اس کا اثبات نہیں۔

مذکورہ تینوں جوابات پہلی دو آیتوں کے تعارض کے ہیں جو کفار سے متعلق ہیں اور آخر کی دونوں آیتیں تو وہ اہل جنت سے متعلق ہیں جیسا کہ ان کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے اس لئے پہلی آیت اور ان دونوں آیتوں کا تعارض اختلاف الاشخاص کی بناء پر مرتفع ہو جائے گا کہ کفار سوال نہیں کریں گے البتہ اہل جنت سوال کریں گے۔

بلاغت

ا۔علم المعانی
۲۔علم البیان
۳۔علم البدیع

بلاغت سورۃ المومنون

علم المعانی

(۱) قد افلح المومنون: الاخبار بصیغۃ الماضی لافادۃ الثبوت والتحقیق کما انّ قدلافادۃ التحقیق ایضا یعنی فعل استقبال کے فعل ماضی ''افلح'' استعمال کیااس لئے کہ فعل ماضی مفید ثبوت وتحقیق ہے کہ گویا مؤمنین کی کامیابی متحقق ہے اور اسکا وقوع ہو چکا ہے اور پھر ''قد'' بھی تحقیق کے لئے آتا ہے تو تحقیق وثبوت کے معنی میں مزید مبالغہ پیدا ہو گیا۔

(۲) الذین ھم فی صلوتھم خاشعون الخ – التفصیل بعد الاجمال- کہ مؤمنین کو اجمالا ذکر کرنے کے بعد اب تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

(۳) ثم انکم بعد ذلک لمیتون. ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون ۔انزال غیر المنکر بمنزلۃ المنکر۔یعنی مخاطب کبھی زبان سے خبر کا انکار نہیں کرتا ہے لہذا طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ کلام میں تاکید نہ لائی جائے، مگر اسکی حالت بتلارہی ہے کہ گویا وہ انکار کررہا ہے اسلئے تاکید لانا ضروری ہوا جیسے بے شک والدین کی فرماں برداری ضروری ہے۔ اس شخص سے کہیں جو زبان سے تو اطاعت والدین کا انکار نہیں کرتا مگر عملا انکی نافرمانی کررہا ہے اسی طرح یہاں مخاطبین زبان سے تو موت کا انکار نہیں کررہے ہیں مگر موت سے انکی غفلت اور موت کی تیاری نہ کرنا انکار کی علامت ہے اسلئے انکو منکرین کے درجے میں اتارتے ہوئے ''ان'' اور ''لام تاکید'' کے ساتھ کلام پیش کیا گایا۔

(۴) الذین کفروا و کذبوا بلقاء الآخرة واترفنا ھم فی الحیوة الدنیا۔ اسلوب الاطناب: یعنی کفار اور مکذبین کی مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے اطناب کا اسلوب اختیار کیا گیا۔

(اطناب: کسی فائدہ کے پیش نظر الفاظ کا معانی سے زائد ہونا)

(۵) ایحسبون انما نمدھم ۔الاستفھام الانکاری: یعنی کبھی استفہام سے انکار مقصود ہوتا ہے کہ کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم انکی مدد کریں گے ۔یعنی ہم مدد نہیں کریں گے۔

(۶) ھو الذی انشأ لکم السمع والابصار و الافئدة۔الامتنان: احسان جتلانے اور بطور امتنان انشائے سمع وابصار وافئد ۃ کا ذکر کیا۔

(۷) قلیلا ما تشکرون۔التنکیر للتقلیل: یعنی قلیلا کو قلت بیان کرنے کے لئے نکرہ استعمال کیا گیا اور پھر اس قلت کی تاکید کے لئے ''ما'' کو استعمال کیا گیا اور مطلب ہو جائیگا تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور یہ عدم شکر سے کنایہ ہے۔

(۸) افلاتعقلون ؟ افلاتذکرون ؟افلاتتقون؟الاستفھام الانکاری: یعنی توبیخ اور انکار کے لئے استفہام کیا گیا کہ کیا یہ لوگ عقل نہیں رکھتے ؟یعنی انکو بالکل سمجھ نہیں ہے۔

(۹) ما اتخذالله من ولد' وما کان معه من اله ۔دونوں جملوں میں ''من'' حرف جار نفی کی تاکید کے لئے ذکر کیا گیا۔

(۱۰) وانا علی ان نرینک ما نعدھم لقادرون ۔ان واللام للانکار چونکہ مخاطبین بعث بعد الموت کے منکر تھے اس لئے ''انّ'' اور ''لام'' تاکید کے ساتھ کلام پیش کیا گیا۔

(۱۱) ربِّ ارجعون ۔الجمع للتعظیم بجائے ''ارجعنی '' کے''ارجعون ''جمع کا صیغہ اللہ عزّ وجل کی تعظیم کے لئے استعمال کیا۔

علم البیان

(۱) سبع طرائق ۔الاستعارۃ اللطیفیہ :سات آسمانوں کو جوتے کے چمڑے کے ساتھ تشبیہ دی کہ جس طرح جوتے کا چمڑا تہہ بہ تہہ اور پے در پے ہوتا ہے اسی طرح ساتوں آسمان بھی پے درپے ہیں لیکن مشبہ کو حذف کردیا گیا تو استعارہ بالکنایہ ہوااور اسکے لئے طرائق یعنی پے درپے ہونے کو ثابت کیا یہ استعارہ لطیفیہ ہوا۔

(۲) اصنع الفلک باعیننا ۔الاستعارۃ البدیعۃ : بطریق استعارہ بجائے لفظ حفاظت وحراست کے لفظ اعین استعمال کیا یہاں پر''اصنع الفلک باعیننا'' ذکر کیا جبکہ اصنع الفلک بحفظنا وحراستنا کہنا چاہئے تھا کہ اسمیں مبالغہ زیادہ ہے اسلئے کہ عامۃ جب کوئی شخص کسی چیز کی حفاظت کرتا ہے تو اپنی آنکھ سے برابر نگرانی کرتا ہے۔

(۳) وفار التنور ۔کنایہ عن الشدۃ: یعنی شدۃ ماء سے کنایہ ہے(لغۃ کنایہ کسی چیز کی صراحت نہ کرنا۔اصطلاحاً وہ لفظ ہے جسکے معنیٰ اصلی کو چھوڑ کر لازمی معنی مراد لئے جائیں مگر اس معنیٰ اصلی کا مراد لینا بھی ممکن ہو' بالفاظ دیگر لازم بول کر ملزوم اور ملزوم بولکر لازم مراد لینا)۔

علم البدیع

(۱) خاشعون' حافظون ،عادون، (طین،مکین الخالقین) میں فاصلہ ہے (کلام اللہ میں دو حرف اخیر کا متفق ہو جانا) چنانچہ یہاں پر بھی دو حرف اخیر متفق ہیں اس لئے اس کو فاصلہ کہا جائے گا۔

(۲) (انزلنی منزلا) (تعملون علیم)جناس الاشتقاق: جناس اشتقاق کہا جاتا ہے دو کلمے کے حروف اصول میں علی وجہ الترتیب متفق ہو اور ساتھ ساتھ اصل معنی میں بھی اتفاق ہو چنانچہ پہلی مثال'' انزلنی منزلا '' دونوں مادے اصل معنی میں متفق ہیں۔ھکذا فی المثال الثانی۔

(۳) (نموت ونحیی)(نستبق....یستأخرون)(صنعة الطباق) صنعت طباق کہا جاتا ہے کلام میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن کے معنی میں تضاد ہو پہلی مثال میں موت اور حیات میں تضاد ہے۔ہکذا فی المثال الثانی۔

(۴) ارسلنا رسلنا ـالجناس الناقص :جس میں دونوں لفظ تام کے برعکس حروف کی نوعیت وہیئت عدد اور ترتیب میں سے کسی ایک میں اختلاف ہو چنانچہ یہاں پر بھی بعض حروف میں شکل وصورت کے ساتھ تغیر ہوا ہے۔

(۵) (تتقون،تشربون ،مخرجون) (عالین ،مھلکین ،قرارمعین) الفاصله اس کی تعریف گزر چکی تطبیق واضح ہے۔

(٦) (یؤمنون..یشرکون) صنعت طباق تعریف گزر چکی اور تطبیق واضح ہے۔

(۷) (یوتون ما أتو) (اعمالھم لھا عاملون)جناس الاشتقاق تعریف گزر چکی اور تطبیق واضح ہے۔

(۹) (یحیی ویمیت) صنعت طباق ہے۔

(۱۰) ھو یجیر ولا یجار علیه ـ:طباق السلب وہ طباق ہے جس میں حرف نفی مذکور ہو یہاں لا یجار علیه میں لا حرف نفی ہے اسلئے طباق سلب ہے۔

(۱۱) فمن ثقلت موازینه .....ومن خفت موازینُه ۔المقابله : کلام میں دویادو سے زائد ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جنکے معنی میں تضاد نہ ہو ترتیب وار ان کے مقابل اور متضاد الفاظ کوذکر کرنا چنانچہ ثقلت اور خفت کے مابین ایسا ہی ہے۔

(۱۲) اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔جناس الاشتقاق :تعریف گزرچکی۔

قواعد التجويد

مخارج وصفات والقاب

قواعد التجوید ومتعقاته من التجوید

قد افلح المؤمنون

القاف: مخرجه:اعلی اقصی اللسان مع الحنک الاعلی (زبان کا آخری حصہ اوراس کے مقابل اوپر کا تالو)۔

الصفات: حرف قاف میں بوقت اداء چھ صفات لازمہ، ذاتیہ، ممیّزہ، مقومہ پائی جاتی ہیں: متضادہ میں سے جہر، شدت، استعلاء، انفتاح، اصمات۔ غیر متضادہ میں سے قلقلہ۔

للقاف اصمات وجهر قلقلا
وشده فتح وعلو فاعقلا

لقب: لہویہ۔

الدال: مخرج الدال، طرف اللسان مع اصول الثنا یاالعلیا (نوک زبان اورثنایا علیا کی جڑ)۔

الصفات: صفات متضادہ پانچ: جہر، شدت، استفال، انفتاح، اصمات۔ غیر متضادہ ایک: قلقلہ۔

للدال اصمات وجهر قلقله
وشده فتح وسفل فاعقله

لقب: وهو من حروف النطعية بالنسبة الى المخرج۔

قد: ماحکم الدال الواردة فی الآیة۔

سوال: قلقلہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: القلقلةلغةً الاضطراب وقيل هي اضطراب الحروف في المخرج۔

اصطلاحا: عبارة عن تقلقل المخرج بالحرف عند خروجه ساكناحتى يسمع له نبرة قوية۔

قلقلہ لغت میں جنبش وحرکت دینے کے معنی میں آتا ہے۔اصطلاح میں حالت سکون میں بوقت اداءمخرج کا پایا جانا۔اس صفت کی وجہ سے اداء کے وقت ضغطه في المخرج یعنی مخرج میں جنبش کیوجہ سے آواز لوٹ کر نکلتی ہے جیسے لا نقعداسی وجہ سے اسے قلقلہ کہتے ہیں۔

حروف القلقله:خمسةمجموعها"قطب جد"۔

(۱)ولقد خلقنا (۲)ثم جعلناه نطفة (۳)سبع طرائق (۴)واخرجنا (۵)و من يدع مع الله۔

شرط القلقله: سكون حروف القلقلة۔

سوال: كم حروف تخرج من هذا المخرج ؟

جواب: اس مخرج سے تین حروف د،ط،ت اداء ہوتے ہیں۔

سوال: ما الفرق بين الحروف النطعية باعتبار الصفة؟

جواب: یہ حروف صفت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے ممتاز ہوجاتے ہیں:

ط: چنانچہ صفات لازمہ متضادہ میں سے پانچ (جہر،شدۃ،استعلاء،اطباق،اصمات) اورغیرمتضادہ میں سے قلقلہ پائی جاتی ہے۔

للطاء اطباق جهر استعلاء ورد

قلقلہ صفت،شدة ، تعد

ت: میں صرف صفات متضادہ میں سے پانچ :ہمس' شدت' استفال' انفتاح' اصمات پائی جاتی ہیں۔

للتاء شدة کذا لک همس

صفت انفتاح و استفال همس

المؤ منون:

مخرج الهمزة: اقصی الحلق مما یلی الصدر۔

سوال: اس مخرج سے اور کونسا حرف اداء ہوتا ہے؟

جواب: اس مخرج سے حرف ہ بھی اداء ہوتا ہے۔ان دونوں حروف کا لقب حلقیہ ہے کیوں کہ یہ حلق سے اداء ہوتے ہیں۔

صفات الهمزة: حرف ہمزہ کیلئے صفات لازمہ متضادہ پانچ :جہر' شدت' استفال' انفتاح' اصمات ہیں۔

له للهمز جهر و استفال ثبتا

فتح وشدة وصمت یا فتی

صفات الهاء: حرف ہاء کیلئے صفات لازمہ متضادہ پانچ: ہمس رخوۃ' استفال' انفتاح اصمات ہیں۔

للهاء استفال مع فتح کذا

مخرج المیم: ظهر الشفتین بالانطباق (دونوں لبوں کی خشکی)۔

لقب: شفویہ کیونکہ یہ شفۃ یعنی لب سے ادا ہوتا ہے۔

الصفات : بوقت ادا میم میں پانچ صفات لازمہ متضادہ پائی جاتی ہیں: جہر، توسط، استفال، انفتاح، اذلاق۔

للمیم الاستفال مع جهر کذا
وسط وفتح ثم اذلاق خذا

سوال: کم حروف تخرج بالشفتین ؟

جواب: شفتین سے چار حروف نکلتے ہیں ب، ف، میم، واو غیر مدہ۔

مخرج الباء: بطن الشفتین بانطباقهما (دونوں ہونٹوں کی تری)۔

الصفات : حرف باء کے لئے صفات متضادہ پانچ: جہر، شدة، استفال، انفتاح، اذلاق ہیں اور غیر متضادہ ایک قلقلہ ہے۔

الباء فتح شدة تسفل
ذلاقة جهر کذا تقلقل

مخرج الفاء: بطن الشفة السفلی مع طرفی الثنیتین العلیتین (نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارے)۔

ماله توقف له علی سبب
ولابدونه الحروف تجتلب

اقسام المد الفرعی: مد متصل (مد واجب) مد منفصل (مد جائز)۔

مد واجب: وهو أن یجمع حرف المد والهمزة فی کلمة یعنی حروف مد کے بعد اسی کلمہ میں حرف ہمزہ واقع ہو اور وہ حرف ہمزہ اس کلمہ کا جز ولا ینفک ہو جیسے جاء، للفقراء، تشاؤن۔

مدجائز: وهو أن يكون حرف المدآخر كلمة والهمزة اول كلمة اخرى یعنی حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے بماأنزل' فی امها' قواانفسکم۔

سبب مد سکون کے اعتبار سے مد کی دو قسمیں ہیں: (۱) مدلازم (۲) مدعارض۔

مدلازم: وهو ما حصل فيه سكون اصلى بعد حرف مد یعنی اگر حرف مد کے بعد سکون اصلی ہو تو مدلازم جیسے الصاخة' الطامة۔

مدعارض: وهو ماحصل فيه سكون غير اصلى یعنی حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو تو مدعارض وقفی ہوگا جیسے مؤمنون' معرضون' فاعلون۔

اقسام المداللازم

کلمی مثقل: أن جاء بعد حرف المد حرف مشدد یعنی جس کلمہ میں حرف مد کے بعد تشدید ہو جیسے والطير صفت' كل دابة۔

کلمی مخفف: أن جاء بعد حرف المد سكون اصلى یعنی جس کلمہ میں حرف مد کے بعد سکون اصلی ہو جیسے آلئن۔

حرفی مثقل: أن جاء بعد حرف المد حرف مشددمن حروف المقطعة یعنی جس کلمہ میں حرف مد کے بعد حروف مقطعات میں سے کوئی حرف مشدد ہو جیسے المص' الم۔

حرفی مخفف: أن جاء بعد حرف المد حرف ساكن من حروف المقطعة یعنی جس کلمہ میں حرف مد کے بعد حروف مقطعات میں سے کوئی حرف ساکن ہو جیسے نٓ' ص۔

الذين هم في صلوتهم خاشعون

اليا ء: مخرجه وسط السان مع الحنک الا على ومخرج الياء المدية الجوف (بیچ زبان اور اوپر کا تالو)۔

لقب: شجریہ اس لیے کہ شجرۃ الفم سے ادا ہوتا ہے۔

الصفات: حرف باء کیلئے صفات لازمہ متضادہ پانچ اور غیر متضادہ ایک۔

متضادہ: جہر' رخوہ' استفال' انفتاح' اصمات۔ غیر متضادہ: لین۔

الباء الاستفال مع فتح کذا

جهر ورخوة ثم اصمات خذا

سوال: اس مخرج سے اور کون کون سے حرف ادا ہوتے ہیں باعتبار صفت ان میں کیا فرق ہے؟

جواب: اس مخرج سے دو حرف اور ادا ہوتے ہیں جیم' شین۔

صفات الجیم: صفات لازم متضادہ پانچ: جہر' شدت' استفال' انفتاح' اصمات۔ اور غیر متضادہ ایک قلقلہ ہے۔

له الجيم جهر شدة وقلقله

صمت انفتا ح واستفال فاصنع له

صفات الشین: صفات متضادہ پانچ: ہمس' رخوہ' استفال' انفتاح' اصمات۔ اور غیر متضادہ ایک تفشی ہے۔

له للشين همس مع تفش مستفل

صمت ورخو ثم فتح قد نقل

لقب: • شجریہ' شجر فم یعنی زبان کا درمیانی حصہ جب اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جائے۔ چونکہ یہ حروف شجر فم سے نکلتے ہیں اس لیے ان کو شجریہ کہتے ہیں۔

سوال: هم فی میں میم ساکن کا کیا قاعدہ ہوگا؟

جواب: اظہار شفوی ہوگا۔

تعریف الاظهار: الاظهار لغة البیان وفی الاصطلاح اخراج الحرف من مخرجه من غیر غنة فی الحرف المظهر (معنیٰ لغوی ظاہر کرنا، روشن کرنا اور اصطلاح میں ہر حرف مظہر کو اس کے مخرج سے تمام صفات لازمہ کے ساتھ غنہ ظاہر کئے بغیر واضح اور صاف ادا کرنا)۔

سوال: حرف میم (میم ساکن) کے احوال واحکام کیا کیا ہیں؟

جواب: حرف میم کے تین احکام ہیں: اخفاء، ادغام، اظہار۔

اخفاء: جب حرف میم ساکن کے بعد حرف باء واقع ہو تو اسکو اخفاء غنہ ظاہرہ کیساتھ کیا جاتا ہے۔

تعریف الاخفاء الغوی والاصطلاحی: وهو لغة الستر (چھپنا) **وفی الاصطلاح النطق بحرف ساکن خال من التشدید علی صفة بین الاظهار والادغام مع بقاء الغنةفی الحرف الاول** (تشدید سے خالی ساکن حرف کو پہلے حرف میں غنہ باقی رکھتے ہوئے اظہار وادغام کے درمیان درمیان ادا کرنا)۔

ادغام: جب میم ساکن کے بعد حرف میم متحرک واقع ہو۔

تعریف الادغام: وهو فی اللغة الادخال وفی الاصطلاح التقاء حرف ساکن بمتحرک بحیث یصیران حرفا واحدا مشددا یرتفع اللسان عنه ارتفاعة واحدة (دونوں حرفوں کا اس طرح ملانا کہ وہ ایک ہی بن جائیں اور دونوں کی ادائیگی کے وقت زبان ایک ساتھ اٹھے)۔

اظہار: حرف میم ساکن کے بعد ماسوائے ''حرف باء اور میم'' کے کوئی حرف آجائے تو میم ساکن ظاہر کرکے پڑھا جائے گا (اظہار ہوگا)۔

سوال: اظہار شفوی کہنے کی کیا وجہ؟

جواب: کیوں کہ اسمیں اظہار والا حرف یعنی میم شفتین سے ادا ہوتا ہے۔

مخرج الصاد: طرف اللسان فوق الثنایا العلیا والسفلی (زبان کی نوک اور ثنایا علیا اور سفلی کے سرے کا درمیانی حصہ اس سے صاد نکلتا ہے)۔

الصفات: حرف صاد میں بوقت اداء صفات لازمہ متضادہ پانچ: ہمس، رخوہ، استعلاء، اطباق، اصمات۔ اور صفات غیر متضادہ میں سے ایک صفت صفیر پائی جاتی ہے۔

للصاد الاستعلا وھمس اطبقا

رخو، صفیر، ثم صمت، حققا

سوال: اس مخرج سے اور کونسا حرف نکلتا ہے۔ اور صفات کا کیا فرق ہوتا ہے؟

جواب: اس مخرج سے دو حرف اور نکلتے ہیں۔ زاء، سین۔

زاء: حرف زاء کے لئے صفات لازمہ متضادہ پانچ اور غیر متضادہ ایک ہے۔

صفات لازمہ متضادہ: جہر' رخوہ' استفال' انفتاح' اصمات۔ غیر متضادہ: صفیر۔

للزای جھر مع صفیر مستفل

صمت ورخو ثم فتح قد نقل

سین: حرف سین میں بوقت اداء صفات لازمہ متضادہ پانچ اور غیر متضادہ ایک ہے۔

صفات متضادہ: ہمس' رخوہ' استفال' انفتاح' اصمات۔ غیر متضادہ: صفیر۔

للسین رخو ثم صمت، سفلت

ھمس، صفیر یا فتی وانفتحت

سوال: ان حروف ثلاثہ کا لقب کیا ہے اور کیوں؟

جواب: ان حروف کو صفیریہ واسلیہ کہتے ہیں، اسلۃ زبان کے سرے کی پشت کو کہتے ہیں یہ حروف زبان کے اس حصہ سے نکلتے ہیں اس لئے ان کو اسلیہ کہتے ہیں۔ صفیر چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں ان حروف کی آواز اس آواز کے قدرے مشابہ ہوتی ہے اس لئے ان کو صفیریہ کہتے ہیں۔

مخرج الخاء: ادنی الحلق ممایلی الفم (حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے)۔

الصفات: خاء کے لئے پانچ صفات لازمہ ہیں: ہمس، رخوۃ، استعلاءؔ انفتاح اور اصمات۔

للخاء الاستعلاو فتح اعلما

رخو وصمت ثم همس افهما

صفات الغین: حرف غین کے لئے صفات لازمہ متضادہ پانچ ہیں: جہر، رخوۃ، استعلاء، انفتاح، اصمات۔

للغین الاستعلاو صمت انفتح

ورخو كذك جهر قد وضح

لقب: حلقیہ۔

مخرج العین: وسط الحلق (حلق کا درمیانی حصہ)۔

الصفات: حرف عین میں پانچ صفات لازمہ متضادہ پائی جاتی ہیں: جہر، توسط، استفال، انفتاح، اصمات۔

للعین جهر ثم وسط حصلا

فتح استفال ثم صمت نقلا

اس مخرج سے حاء بھی نکلتا ہے۔

صفات الحاء: حاء میں پانچ صفات لازمہ متضادہ پائی جاتی ہیں: ہمس، رخوہ، استفال، انفتاح، اصمات۔

للحاء صمت رحوه همس اتى

والانفتاح الاستفال یا فتی

الذین هم عن اللغو معرضون

معرضون: راء مکسورہ مرقق ہوگی یا مفخم ضروری قواعد ذکر کریں۔ معرضون کی راء مکسور ہونے کی وجہ سے باریک ہوگی۔

قاعدہ: اگر راء کے نیچے زیر ہو تو راء کو ترقیق کے ساتھ یعنی باریک پڑھیں گے مثلا الوارثون۔

قاعدہ: اگر راء ساکن ہو اس سے قبل کسرہ اصلی ہو تو راء مرقق ہوگی مثلا **اغفر**۔

قاعدہ: اگر راء ساکن سے پہلے والا حرف یاء ساکن (یاء) ہے تو راء ہر حالت میں باریک پڑھی جائے گی مثلا خبیر۔

قاعدہ: اگر راء مخفف یا مشدد مضموم یا مفتوح ہو تو اس راء کو تفخیم کے ساتھ پڑھیں گے مثلا: **ربک، ربما، شره، یسرون، فی السراء، شُرّعا**۔

قاعدہ: راء ساکنہ سے قبل کسرہ عارضی ہو، اسی طرح راء ساکن ہو اور کسرہ اصلی علیحدہ کلمہ میں ہو تو رائے ساکنہ پر ہوگی۔ مثلا: **ارجعوا، ام ارتابوا**۔

قاعدہ: راء ساکنہ سے قبل اسی کلمہ میں کسرہ اصلی ہو اور راء کے بعد حرف مستعلیہ میں سے کوئی حرف آرہا ہو تو را مفخم ہوگی۔ مثلا: **قرطاس، لبالمرصاد**۔

قاعدہ: راء کی تفخیم وترقیق میں مندرجہ ذیل اقوال ثلاثہ کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

(۱) راء اگر متحرک ہو تو خود اس کو اپنی حرکت کے لحاظ سے پر یا باریک پڑھیں گے۔

(۲) راء اگر ساکن ہو تو اس سے پہلے والے حرف کی حرکت کی لحاظ سے تفخیم یا ترقیق کے ساتھ پڑھیں گے۔

(۳) راء کی حالت کی تعیین میں اس کی ملفوظی حالت کا اعتبار ہوگا نہ کہ مرسومی و اصلی حالت کا۔

مخرج الضاد: **حافة اللسان مع الاضراس العلیااو الیسری** (ضاد کا مخرج زبان کی کروٹ اور اضراس علیاء کے مسوڑے ہیں)۔

الصفات: حرف ضاد کے لئے صفات لازمہ متضادہ پانچ: جہر، رخوہ، استعلاء، اطباق، اصمات۔ اور غیر متضادہ ایک استطالہ ہے۔

لقب: حافیہ، کیونکہ حافۂ لسان سے ادا ہوتا ہے۔ (معنی آتا ہے، کروٹ)۔

اولئک هم الوارثون

مخرج الثاء :طرف اللسان مع اطراف الثنایا العلیا رأس اللسان و رؤوس الثنایا العلیاء(زبان کی نوک اور ثنایا علیاء کا سرا) اس سے ثاء نکلتا ہے۔

الصفات: ثاء کے لئے پانچ صفات لازمہ متضادہ ہیں: ہمس، رخوہ، استفال، انفتاح، اصمات۔

للثاء همس و انفتاح قد اتی
الرخاوة صمت استفال یا فتی

سوال: کیا اس مخرج سے اور کوئی حرف بھی نکلتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اس سے ذال، ظا نکلتے ہیں۔

صفات الذال: پانچ صفات لازمہ متضادہ پائی جاتی ہیں: جہر، رخوہ، استفال، انفتاح، اصمات۔

للذال الاستفال مع جهر كذا

فتح و رخوة ثم اصمات خذا

صفات الظاء: پانچ صفات لازمہ متضادہ پائی جاتی ہیں: جہر، رخوہ، استعلاء، اطباق، اصمات۔

للظاء صمت مع اطباق عرف

علو و جهر ثم رخوة قد وصف

لقب: ان تینوں حروف کو لثویہ کہتے ہیں، لثہ کے معنی مسوڑے کے آتے ہیں۔ یہ حروف قرب لثہ سے نکلتے ہیں اس لئے ان لثویہ کہتے ہیں۔ **لانها تخرج من قرب اللثة.**

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين

سللة من: ادغام ناقص ہوگا۔

سوال: نون ساکن وتنوین کے کتنے اور کیا کیا احکام ہیں؟

جواب: نون ساکن وتنوین کے چار حکم ہیں: اظہار، ادغام، اقلاب، اخفاء۔

اظہار: اگر نون ساکن وتنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی آئے تو اظہار حلقی ہوگا۔

تعریف الاظهار: معناه لغة البيان واصطلاحا اخراج كل حرف من مخرجه من غير غنة فى المظهر۔

ادغام: نون ساکن وتنوین کے بعد حروف یــرمــلــون میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام ہوگا۔ جیسے قرار مكين، و من يدع، فبعدا للقوم ، اذا لذهب۔

ادغام کی دو قسمیں ہیں: (۱) ادغام ناقص مع الغنہ (۲) ادغام تام بلا غنہ۔

ادغام ناقص: جب نون ساکن اور تنوین کے بعد یــو مــن کے چار حرفوں میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام مع الغنہ ہوگا۔ مثلا: ومن يرغب' ظلماوزورا' من ماء' من نار۔

ادغام تام: جب نون ساکن وتنوین کے بعد لام اور راء میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام بلا غنہ ہوگا۔ مثلا: اذا لذهب' من ربك۔

جس کو صاحب تحفۃ الاطفال نے یوں بیان کیا ہے:

والثان ادغام بستة اتت   في يرملون عندهم قد تثبت

لكنها قسمان قسم يدغما   فيه بغنة بينمو علما

و الثان ادغام بغير غنة   في اللام والراء ثم كرّرنه

شرط ادغام: ساکن اور تنوین کا ادغام اس وقت ہوگا جب کہ مدغم اور مدغم فیہ علیحدہ علیحدہ کلموں میں ہوں اگر ایک ہی کلمہ میں ہو تو اظہار مطلق ہوگا۔ جیسے دنيا، قنوان ،صنوان، بنيان۔

جسکو صاحب تحفۃ الاطفال نے یوں بیان کیا:

الا اذا كانا بكلمة فلا

تدغم كدُنيا ثم صنوان تلا

تعریف الادغام :(۱) معناہ لغۃ الادخال واصطلاحًا خلط الحرفین المتماثلین و المتقاربین والمتجانسین فیصیران حرفاً واحدًا مشددًا یرتفع السان عندالنطق بھما ارتفاعۃ واحدۃ۔

(۲) اذا کان بعد النون الساکنۃ اوالتنوین حرف من حروف الادغام (یرملون)۔

اقلاب: نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف باء آئے تو نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر پڑھا جائے گا۔ اور اس میم میں بھی غنہ ہوگا۔ جیسے **ماء بقدر' ذھاب بہ، من بعدھم۔**

جس کو صاحب تحفۃ الاطفال نے یوں بیان کیا:

والثالث الاقلاب عند الباء

میما بغنۃ مع الاخفاء

تعریف الاقلاب: معناہ لغۃ تحویل الشی عن وجھہ واصطلاحا قلب النون الساکنۃ والتنوین مما مخفاہ قبل الباء الموحدۃ مع بقاء الغنۃ الظاھرۃ ویقال ھذا المیم میم القلابی وانقلابی و کذا النون نون منقلبۃ ومقلوبۃ۔

اخفاء: نون ساکن وتنوین کے بعد حروف اخفاء کے پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا۔ مثلا: **خلقنا الانسان، من توبۃ 'و کنتم، الی ربوۃ ذات، عند ربہ۔**

حروف الاخفاء: صاحب تحفۃ الاطفال نے یوں بیان کیا ہے:

و الرابع الاخفاء عند الفاضل   من الحروف واجب للفاضل

فی خمسة من بعد عشر رمزها   من کلم هذا البیت قد ضمنتها

صف ذا ثنا کم جاد شخص قد سما   دم طیبا زد فی تقی ضع ظالما

تعریف الاخفاء: الاخفاء لغة الستر و اصطلاحا النطق بالحرف بین الاظهار والادغام بدون تشدید مع بقاء الغنة فی الحرف الاول ـ ثم انکم بعد ذلک لمیتون۔

انّ:   نون غنہ کا مخرج خیشوم۔

مقدارها: حرکتان فقط، و حرف الغنة المشدد هو النون والمیم المشددتان۔ جیسے انکم ، ثمّ۔

فتبارک الله احسن الخالقین

الله: (۱) لام جلالہ کا ماقبل مفتوح و مضموم ہوتو لام جلالہ مفخم ہوگا۔ جیسے فتبارک الله' نزل الله' اعبدوا الله۔

(۲)   لام جلالہ کا ماقبل مکسور ہوتو لام جلالہ مرقق ہوگا۔ جیسے شهدت بالله۔

الناسخ

و

المنسوخ

الناسخ والمنسوخ
فی السور الآتیة مع متعلقاته

النسخ لغۃ: (۱)المحو والازالة کقوله تعالٰی یمحو االله ما یشاء.

(۲)انتقال من مکان الٰی مکان اٰخر

نسخ دو معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے:

(۱)محو کرنا' زائل کرنا (۲)تحویل وسپردگی یعنی نقلِ مکانی۔

النسخ فی لسان الشرع: ھو بیان لانتهاء مدة الحکم الشرعی۔

نسخ بندوں کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کا کوئی حکم مزاج انسانی کے پیش نظر کسی خاص مدت تک تھا پھر اسکی جگہ کوئی دوسرا حکم آ گیا۔

شرعاً: نسخ کسی حکم کی مدت کی انتہاء کو بیان کرنا ہے۔

سوال: تبدیل وتغییر تو عدم علم کے نتیجہ میں ہوتی ہے اللہ کی ذات تو علاّم الغیوب ہے وہ اوّل وآخر ہر چیز سے واقف ہے پھر کتاب اللہ میں نسخ کیا معنٰی رکھتا ہے؟

جواب: نسخ کا معنی سمجھنے کے لئے ایک مثال سمجھئے کہ مریض کے لئے تبدیلیٔ نسخہ کی طرح ہے یعنی جس طرح ڈاکٹر مرض کی تبدیلی سے نسخہ تبدیل کر دیتا ہے اسی طرح طبیبِ روحانی قوموں کے حالات کے مطابق نسخہ اور احکام تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

پورے قران کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معوم ہوگا کہ قرآن میں دو جگہ نسخ کا بیان ہے۔

(۱) ما ننسخ من اٰیة او ننسها الایة۔

(۲)و اذا بدلنا ایة مکان ایة الایة۔

اقسام نسخ مجموعی اعتبار سے چار قسم پر ہے۔

(۱) نسخ القرآن بالقرآن، جیسا کہ حدیث میں ہے و کلام اللہ ینسخ بعضہ بعضا. اور حدیث ابن عمرؓ میں ہے کنسخ القرآن ۔

(۲) نسخ الحدیث بالحدیث جیسا کہ حدیث ابن عمرؓ میں ہے ان أحادیثنا ینسخ بعضها بعضا ۔

(۳) نسخ الحدیث بالقرآن جیسا کہ حدیث جابرؓ میں ہے و کلام اللہ ینسخ کلامی۔

(۴) نسخ القرآن بالحدیث جیسا کہ حدیث جابرؓ میں ہے کلامی لاینسخ کلام اللہ۔

قرآن حکیم کی آیات کی باعتبار نسخ کے کئی قسمیں ہیں۔

(۱) منسوخ التلاوہ والحکم۔

(۲) منسوخ التلاوہ دون الحکم۔

(۳) منسوخ الحکم دون التلاوہ۔

شرائط نسخ

واضح رہے کہ ہر حکم ہر موقع پر منسوخ نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کی چند شرائط ہیں:

(۱) جو حکم اللہ تعالی کی طرف سے ایسا ہو کہ جس کی حیثیت واجب لذاتہ کی ہو تو وہ حکم کبھی منسوخ نہیں ہوسکتا۔ جیسے ایمان باللہ وملائکتہ ورسلہ۔

(۲) جو حکم ممتنع لذاتہ ہو وہ بھی کبھی منسوخ نہیں ہوسکتا۔ جیسے شرک باللہ کی ممانعت۔

(۳) جو حکم مؤبد ہو یعنی جس حکم کے ساتھ دائمی حکم لاحق ہو اس کو کبھی نسخ لاحق نہیں ہوتا۔

(۴) جو حکم شرعی کسی وقت کے ساتھ مؤقت ہو وہ قبل از وقت منسوخ نہیں ہوسکتا۔

(۵) نسخ صرف احکامات کولاحق ہوتا ہے۔

(۶) اخبار وقصص کونسخ واقع نہیں ہوتا۔

(۷) نسخ وتنسیخ ایسی جگہ پر لاحق ہوتا ہے جب کہ دوحکم آپس میں متعارض ومعارض ہوں تب کہا جائے گا یہ ناسخ ہے اور یہ منسوخ ہے۔

(۸) وہ تعارض تعارض حقیقی ہونا چاہئے۔

(۹) ناسخ ومنسوخ میں منسوخ کا مقدم ہونا۔

(۱۰) ناسخ کا دلیل شرعی ہونا لازم ہے۔

باعتبار ناسخ ومنسوخ سور قرآنیہ

باعتبار ناسخ ومنسوخ سور قرآنیہ کو چار حصوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) قرآن حکیم کی وہ سورتیں جن میں صرف آیت ناسخہ ہیں، چھ ہیں:

(۱) سورۂ فتح (۲) سورۂ حشر (۳) سورۂ منافقون (۴) سورۂ تغابن (۵) سورۂ طلاق (۶) سورۂ اعلیٰ۔

(۲) قرآن حکیم کی وہ سورتیں جس میں صرف آیات منسوخہ ہے وہ کل ۴۰ سورتیں ہیں:

(۱) سورۂ انعام (۲) سورۂ اعراف (۳) سورۂ یونس (۴) سورۂ رعد (۵) سورۂ حجر

(۶) سورۂ اسراء (۷) سورۂ کہف (۸) سورۂ مومنون وغیرہ وغیرہ۔

(۳) قرآن شریف کی وہ سورتیں جس میں آیت ناسخ ومنسوخ کا سنگم ہو ایسی کل ۲۵ سورتیں ہیں۔

(۴) جو ناسخ ومنسوخ سے خالی ہوں اور ایسی سورتیں ۴۳ ہیں۔

سورۃ المومنون کی آیات منسوخہ

(۱) ادفع بالتی ھی احسن۔

(۲) فذرھم فی غمرتھم حتی حین۔

آیات ناسخہ

آیت قتال: فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔

سورہ نور کی آیات منسوخہ

(۱) الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ

آیت ناسخہ

(۱) وانکحوا الایامی منکم۔

(۲) لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم اس آیت کے عموم سے بعض لوگوں نے ان گھروں کو خاص کرلیا جن میں کوئی نہیں رہتا ہے۔ جیسے لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ اس صورت میں باصطلاح متقدمین آیت ثانیہ منسوخ ہوگی۔

(۳) فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم اس آیۃ شریفہ کی ناسخ آیت سیف ہے۔

(۴) لیستأذنکم الذین ملکت ایمانکم میں مخصوص اوقات ثلاثہ میں پردہ کے بارے میں ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس آیت کا حکم ندب کے لئے ہے لیکن جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس کا حکم واجب ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہے کہ اس آیت کا حکم اس زمانہ میں منسوخ ہے ابتدائے اسلام میں واجب تھا اس لئے کہ لوگوں کی غربت کی بنا پر پردوں وغیرہ کا انتظام نہیں تھا مگر جب اللہ نے اسلام کو فراخی عطا فرمائی اور لوگوں نے پردوں وغیرہ کا انتظام کر لیا تو اب اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا ہے ہاں اگر پہلی حالت عود کر آئے تو یہ حکم واجب ہوگا۔

سورۃ النور

۱۔آئینۂ سورت

۲۔خلاصۂ مضامین

۳۔وجہ ارتباط

۴۔فضائل وخصوصیات

۵۔اسباب النزول

سورۃ النور

آئینۂ سورت

۱۔ سورۃ النور مدنی سورت ہے۔

۲۔ تلاوتی نمبر: ۲۴ نزولی نمبر: ۱۰۲۔

۳۔ آیات: ۶۲۔

۴۔ رکوعات: ۹۔

۵۔ وجہ تسمیۂ سورت: اللہ تعالی نے اس سورت میں لفظ نور کا استعمال فرمایا اللہ نور السموات والارض تو اس کے اس سورت کے جزء اہم ہونے کی وجہ سے کل سورت کا نام سورۂ نور رکھ دیا گیا ہے۔

خلاصہ مضامین

نصف سورت تک احکام عملیہ کا ذکر ہے جیسے حد قذف ولعان وغیرہ اور نصف اخیر میں علمیہ کا ذکر ہے جسے توحید باری تعالی ومناقب مؤمنین صالحین وغیرہ۔

احکام عشرہ:

(۱) حد زنا	(۲) نکاح زوانی
(۳) حد قذف	(۴) لعان
(۵) استیذان	(۶) غض ابصار واستتار
(۷) نکاح وانکاح	(۸) صبر بر عجز نکاح
(۹) کتابت مملوک واعانت او	(۱۰) نہی اکراہ علی الزنا

وجہ ارتباط

ربط آغاز سے بھی ہے اور انجام سے بھی سورۂ سابقہ کے آغاز میں والذین ہم لفروجہم حافظون کا اجمالا ذکر ہوا سورۂ لاحقہ میں مستقلا ومفصلا عفت وحفاظت فروج کے احکام ذکر کئے جا رہے ہیں۔

(۱) سورۂ سابقہ کے اخیر میں افحسبتم انما خلقنکم عبثا کا ذکر ہے اس سے مفہوم معلوم ہوا کہ انسان کی تخلیق کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس کو احکام کا مکلّف کیا جائے منجملہ احکام کے عفت و پاکدامنی وحفاظت فروج بھی ایک حکم جس کو سورۂ لاحقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

فضائل وخصوصیات

(۱) کتب امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ الی اھل الکوفۃ یقول لھم علموا نساء کم سورۃ النور۔

امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ نے اہل کوفہ کے نام ایک خط میں یہ لکھا کہ تم اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔

(۲) وعن عائشۃؓ قالت لاتنزلوا النساء فی الغرف وعلموھن الکتاب وعلموھن سورۃ النور۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں لاتنزلوا النساء الخ یعنی عورتوں کو بالا خانوں میں مت رہنے دو اور انکو کتاب کی تعلیم دو اور ان کو سورۂ نور سکھاؤ۔

اسباب النزول

(۱)الزانی لاینکح الا زانیة او مشرکة

ترمذی شریف میں ہے کہ مرقد بن ابی مرثد نامی ایک شخص (صحابیؓ) مکہ سے مسلمان قیدیوں کوخفیہ طور پر مدینہ لے آئے ایک رات وہ اسی مہم پر روانہ ہوئے اور مکہ میں پہونچ کر دیوار پھلانگ کر ایک باغ میں پہونچے تو وہاں آپ کا عناق نامی ایک عورت سے ٹکراؤ ہوگیا جس سے مکی زندگی میں آپ کے تعلقات رہ چکے تھے اس بدکارہ نے حضرت مرثدؓ کو پہچان لیا اور شب باشی کی دعوت دی مگر حضرت مرثدؓ نے فرمایا کہ اے عناق زنا حرام کردیا گیا ہے جب وہ مایوس ہوگئی تو شور مچا کر آپ کو کسی طرح پکڑا دینا چاہا حضرت مرثدؓ کسی طرح بھاگنے میں کامیاب ہوگئے جب حضرت مرثدؓ مدینہ پہونچے تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنا کر عناق سے نکاح کی اجازت طلب کی کیوں کہ عناق کی محبت ان کے دل میں اب بھی موجود تھی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ بات سن کر خاموش رہے حضرت مرثدؓ نے دوبارہ اجازت طلب کی جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲)الذین جاؤا بالافک الخ

یہ آیت حضرت عائشہؓ کی برأت میں نازل ہوئی ہے جب کہ منافقین نے ان پر تہمت زنا لگادی اور بھولے بھالے کچھ مسلمان بھی اس میں شریک ہوگئے قریب ایک ماہ تک اسی طرح افواہیں اڑتی رہیں لیکن اس سلسلے میں خدا کی طرف سے کوئی ہدایت یا حضرت عائشہؓ کی برأت میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید تکلیف پہونچی اور حضرت عائشہؓ کی طرف سے بدگمانی بڑھتی گئی اور دوسری طرف جب حضرت عائشہؓ کو واقعہ تفصیل سے معلوم ہوا تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوگئیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت عائشہؓ کی برأت کی گئی۔

(۳) ولا یأتل اولوا الفضل منکم الخ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی جب حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی تو اپنی سادگی اور بھولے پن میں حضرت مسطح بھی اس میں شریک ہو گئے جو حضرت ابوبکرؓ کے خالہ زاد بھائی تھے اور غریب مہاجر تھے ان کی کفالت حضرت ابوبکرؓ ہی کیا کرتے تھے جب حضرت عائشہؓ کی برأت میں آیت نازل ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے شدت ناراضگی میں ان کا وہ وظیفہ بند کر دیا جو وہ انہیں دیا کرتے تھے اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴) یاایها الذین امنو لاتدخلوا بیوتا الخ

عدی بن ثابت کے طریق سے مروی ہے کہ ایک عورت نے خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں پسند نہیں کرتی کہ اس حالت میں مجھے کوئی دیکھے نہ میرا باپ اور نہ ہی میرا بیٹا۔ بس کوئی میرے پاس آتا ہے اور میرے پاس داخل ہو جاتا ہے تو میں کیا کروں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵) ولاتکرهوا فتیاتکم الخ

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول اپنی دو باندیوں کو زنا پر مجبور کرتا تھا تو دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(۶) لیس علی الأعمی حرج الخ

مذکورہ واقعات کی وجہ سے متقی مسلمان ضرورت سے زیادہ احتیاط کرنے لگے اور ان جگہوں میں بھی کھانے پینے سے پرہیز کرنے لگے جہاں رضاء یقینی طور پر معلوم تھی اور اپنے ساتھ اندھے، لنگڑے اور معذوروں وغیرہ کو لے جانا تو بالکل ختم ہو گیا اس شدت احتیاط کو ختم کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی جن میں ان گھروں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

مفردات

مع

حل لغات

مفردات سورۂ نور

سورۃ: السورۃ جملۃ من القران الکریم لھا بدأ ونھایۃ معلومتان شرعا بالتوقیف (سورۃ قرآن کا وہ جملہ ہے جس کے لئے ایسی ابتدا اور انتہا ہو جو شرعا توقیفی طور پر معلوم ہو)۔

(۱) یہ مشتق ہے سور الحائط سے (چہار دیواری ،فصیل) کیونکہ سورۃ کے اندر آیتیں ہوتی ہیں۔

(۲) یا سورۃ منزلت و مرتبت کے معنی میں ہے کیونکہ جو کوئی سورت کو پڑھے گا اور اس پر عمل کرے گا ظاہر بات ہے وہ عالی مرتبے والا ہوگا۔

فرضناھا: امرنا بھا امرا جازما (ہم نے اس کا قطعی حکم دیا) فرض یفرض باب ضرب یضرب سے ہے۔

آیات: جمع ایۃ وھی العلامۃ۔اور قرآن کریم کی آیت کو آیت اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ذات پر علامت ہے۔وہی طائفۃ من القرآن یتصل بعضھا ببعض الی انقطاعھا (قرآن پاک کا ایک جملہ یا چند جملے جو باہم ملے ہوتے ہیں اور جن کے اخیر میں وقف ہوتا ہے۔

فاجلدوا: الجلد۔الضرب وسمّی بہ لان فیہ اصابۃ الجلد بالسوط او العصا۔ (جلد کے معنی ہیں مارنا اور یہاں اس کو جلد سے اس لئے تعبیر کیا کہ اسمیں چمڑی کو عصا یا کوڑے سے مارنا پایا جاتا ہے)۔

الرأفۃ: الشفقۃ ورقۃ القلب (شفقت اور دل کی نرمی)۔

یرمون: الرمی الالقاء و القذف یحجر السهم ممّا یضرّ أو یوذی (رمی، پتھر، تیر یا ایسی چیز جو باعث مضرت اور موذی ہو، اس کو کسی دوسرے کی طرف پھینکنا) اور یہاں پر زنا کی تہمت مراد ہے۔

المحصنات: احصان کے معنی یہاں پاکدامنی کے ہیں۔

شهدأ: شہید بمعنی شاہد کی جمع ہے اور اس کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ شہادت اور علم یقین کے بارے میں گواہی دیتا ہے۔

لعنةالله: اللعن الطرد من الرحمة (رحمت سے دھتکار دینا)۔

غضب الله: الغضب، هو انزال العذاب مع المقت (اللہ کا ناراضگی کے ساتھ عذاب اتارنا)۔

ویدرؤ: یدفع من باب فتح یفتح (دفع کرنا، ہٹانا)۔

الأفک: الکذب البعید من الصدق (ایسا جھوٹ جو سچائی سے دور ہو)۔

عصبة: جماعة من الاربع فصاعدا (چار یا چار سے زائد لوگوں کی جماعت) (چالیس تک) بنابریں کہ وہ مضبوط جماعت ہوتی ہے۔

شرآء: ما زاد ضرره علی نفعه (جس کا ضرر اس کے نفع پر بڑھا ہوا ہو)۔

تولی: تحمل و قام بإنشا ئه (ذمہ داری لینا، قبول کرنا، کسی کام پر لگنا)۔

کبره: کبر، ہر چیز کے جزء اعظم کو کہا جاتا ہے (بڑائی، تکبر، عظمت، شان)۔

افضتم: الافاضة (افعال) الخوض مع الاکثار (بہت ہی زیادہ کسی چیز میں مشغول ہو جانا) اس لئے افاضہ سے اسکو تعبیر کیا ہے گویا کہ انھوں نے اس قدر بات کی کہ بات ان کے چاروں طرف بہنے لگی جیسا کہ پانی برتن سے بہتا ہے۔

تلقونه: کسی چیز کا استقبال کرنا، اور اسکو لینے کے لئے تیار رہنا، اور تــلـقف بھی تلقی کی طرح ہوتا ہے مگر تلقف میں سرعت في الالتقاط کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

هيّنا: سهلا لا مواخذة فيه (آسان جو قابل گرفت نہ ہو)۔

بهتان: كذب مختلق لا اساس له بفا جأ به الشخص و لم يكن له يخطر على بال فان المرمي به يبهت يُد هش (گڑھا ہوا جھوٹ جس کی بنیاد نہ ہو کسی ایسے شخص پر اچانک منطبق کرلیا جائے جس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو کہ میں ایسا ہوں گا اسکو بہتان اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ جس پر تہمت لگائی جائے گی وہ حیرت میں پڑ جائے گا) اور بهت يبهت کے معنی آتے ہیں حیرت میں ڈالنا۔

تشيع الفاحشة: باب ضرب سے کسی چیز کا عام ہونا اور پھیل جانا۔

الفاحشة: الفعل القبيح ، المفرط في القبح (حد درجہ قباحت والا کام یا بری بات) اور یہاں اس آیت میں بری بات ہی مراد ہے۔

خطوات: جمع خطوه وهي في الاصل اسم لما بين القد مين (دونوں قدموں کے درمیانی فاصلہ کو خطوہ کہا جاتا ہے)۔

لا يأتل: ائتلى يأتلي ائتلاء (افتعال) قسم کھانا۔ ألية سے ہے جس کے معنی قسم کے آتے ہیں۔

السعة: الغنى و الثراء (مالداری اور ثروت)۔

و يعفوا: عفا يعفو عفوا من باب نصر (مٹ جانا یا مٹانا) کیونکہ معافی سے گناہ تو مٹ جاتے ہیں اور ان کو مٹا دیتے ہیں۔ عفاعنه (معاف کرنا، درگزر کرنا)

دينهم: جزاء هم دین سے مراد بدلہ ہے جیسے مالک یو م الدين (یوم جزاء کا مالک ہے)۔

مبرئوون: تبريئا من باب تفعيل (بری قرار دینا)۔

بیوتا: جمع بیت، بیت کی جمع ہے (گھر، رہنے کی جگہ) کیونکہ اکثر و بیشتر آدمی رات کیوقت گھر ہی میں رہتا ہے اور رات گذارتا ہے اسلئے اس کو بیت کہتے ہیں۔

تستأنسوا: استیناس باب استفعال سے اس کے اصل معنی ہیں مانوس کرنا اور استیذ ان کا لازم استیناس ہے کیونکہ بغیر اجازت کے گھر میں داخلہ موجوب وحشت ہے اس لئے لزوما استیذان کے معنی میں تستأنسوا لایا گیا ہے۔

جناح: حرج اور گناہ کے معنی میں ہے۔

یغضوا: غض یغض (باب نصر) غض البصر کفه (غض البصر سے مراد نگاہ کو روکنا اور نیچی رکھنا)۔

یبدین: (ابداء من باب افعال)۔

زینتهن: مواضع زینتهن۔

بخمرهن: هو مایستر الرأس، خمار کی جمع ہے یعنی ہر وہ چیز جو سر کو چھپائے وہ خمار ہے۔

جیوبهن: جمع الجیب وهو فتحة فی اعلی الجلباب یبدو منها بعض الصدر (چادر یا قمیص کے اوپر والے حصہ میں ایسا کھلا پن جس سے سینے کا بعض حصہ ظاہر ہوتا ہو یعنی گریبان)۔

الاربة: الحاجة (حاجت، ضرورت، آرزو، خواہش، میلان) غیر اولی الاربة (جو عورتوں کی طرف میلان نہ رکھتے ہوں)۔

بعولة: جمع البعل الزوج بعل کی جمع ہے (شوہر)۔

لم یظهروا علی: ای لم یطلعوا، ظہر کا صلہ جب علی آتا ہے تو اسکے معنی ہوتے ہیں کسی چیز سے واقف ہونا، مطلع ہونا۔

ایامی: جمع ایم' ھو من لا زوج له ذکرا کان او انثی یسبق له زواج ام لا وقیل من فقد زوجه بموت او طلاق فلا یقال للبکر ایم وقیل ھذااللفظ خاص بالانثی (ایامی، یہ ایم کی جمع ہے' ہروہ جس کا شوہر یا جس کی بیوی نہ ہو چاہے اس سے پہلے اسکی شادی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو یا شادی کے بعد شوہر یا بیوی نہ ہو) اس لئے اکثر مترجمین نے ترجمہ بے نکاح سے کیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہیکہ موت یا طلاق کی وجہ سے جو اپنے شوہر سے محروم ہو چکی ہو وہ ایم ہے لہذا باکرہ کو اس تعریف کے اعتبار سے ایم نہ کہا جایگا۔

تیسرا قول یہ ہیکہ یہ مؤنث کے ساتھ خاص ہے۔

الکتاب: المکاتبۃ مکاتبۃ مراد ہے' اور مکاتبۃ ایسا عقد ہے جو مالک اور اسکے غلام کے درمیان ہو اس شرط پر کہ غلام اپنے آقا کو کچھ مال دے اور اس مال کے بدلہ میں آقا اس کو آزاد کردے یا اپنے آپ کو آزاد کرالے۔

البغاء: ھو فی النساء خاصة خاص طور پر عورتوں سے ہی زنا کرنیکو البغاء کہتے ہیں۔

تحصنا: باب تفعل سے پاک دامن رہنا۔

نور السماوات والارض اصل میں نور کا لفظ اس روشنی پر بولا جاتا ہے جو حسی طور پر آنکھوں سے نظر آتی ہے۔ اور اصطلاح شریعت میں ہر وہ چیز جس کے ذریعہ ہدایت اور ادراک حاصل ہو اس کو نور کہتے ہیں۔

کمشکاۃ: مایوضع فیه المصباح (وہ طاقچہ جس میں چراغ رکھا جائے)۔

المصباح: ھوالسراج الضخم الثاقب ماخوذ من الصبح (موٹا چمکدار چراغ) یہ صبح سے ماخوذ ہے اور صبح کے معنی روشنی کے آتے ہیں۔

الکو کب: الجرم السماوی المضیء (روشن آسمانی جسم، ستارہ)۔

دُرّی: المذعون بنور الحق تبارک وتعالی (صاف وصفاف وچمکدار) درّی میں یائے نسبتی ہے درّکی طرف منسوب ہے درّموتی کو کہتے ہیں۔

بیوت اذن اللہ: المراد المساجد المرفوعۃلذکراللہ تعالی (وہ مسجدیں مراد ہیں جواللہ کے ذکر کی وجہ سے رفیع وبلند ہیں)۔

الغدو : اول النہار (دن کا پہلا حصہ)۔

الاصال: جمع اصیل وھو آخر النہار (دن کا آخری حصہ)۔

لا تلھیھم: الھی یلھی الھاۂ' المحرومون من نور الحق باب افعال سے غافل کرنا

سراب: السراب ما یری فی الصحراء نصف النہارفی اشد الحر کالماء وھو یلتصق بالارض (یعنی سَراب اس کو کہتے ہیں کہ سخت گرمی میں نصف نہار کے وقت جنگل میں پانی کی طرح جو چیز نظر آئے حالانکہ وہ زمین ہی سے ملی ہوئی ہے۔

قیعۃ: جمع قاع وھو ما انبت من الارض واتسع ولم یکن فیھا نبت وفیھا السراب واصل القاع الموضع المنخفض الذی یستقر فیھا الماء (زمین کا وہ کشادہ حصّہ جہاں نباتات نہ ہوں اور وہاں سراب (ریتی ہو) ویسے اصل میں قاع اس پست جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہوتا ہے۔

الظمآن: العطشان (پیاسا)

لجی: ھو الذی لایُدرک قعرہ (جسکی گہرائی کا کوئی پتہ نہ ہو) یعنی بہت ہی گہرا ہو۔

صافات: نصر صف یصف سے صف بستہ ہونا۔

یزجی: ہنکانا' پیچھے سے بھگانا۔باب افعال سے ہے۔

یؤلف: تفعیل سے جمع کرنا' ملانا۔

رکاما: مجتمعا یرکب بعضه بعضا (اکٹھا کر کے ایک دوسرے کے اوپر ایک کو جما دینا)۔

الودق: البرق (بجلی یا بارش) اور عرب میں دونوں طرح مستعمل ہے۔

سنا: چاند کی روشنی' تیز روشنی' چمک۔

سنا برقه: ضوء ذلک البرق الذی فی السحاب (اس بجلی کی چمک جو بادل میں ہو)۔

الدابة: اسم لکل ما دب و درج علی وجه الارض وقد یستعمل فی العرف العام خاصة بذوات الاربع (ہر وہ چیز جو زمین پر چلے وہ دابہ ہے اور عرف عام میں خاص طور پر اسکا استعمال چوپائے کے لئے ہوتا ہے۔

یتولی: من باب تفعل یعرض (اعراض کرنا)۔

مذعنین: باب افعال سے فرماں بردار ہونا۔

ارتابوا: ارتاب یرتاب ارتیابا (باب افتعال سے شک کرنا)۔

یحیف: الظلم من باب ضرب یضرب حاف یحیف (ضرب یضرب سے ظلم کرنا)۔

هولاء المومنون الممثلون: یہی فرمانبردار مومنین ہیں۔

جهد ایمانهم: قدر طاقتهم من الیمین (قسم میں اپنی پوری طاقت صرف کر دینا یعنی بڑی زور کی پختہ قسم کھانا)۔

ویتقة: میں ہاء سکتہ کے لئے ہے۔

لیستخلفهم: لیجعلهم خلفاء فیها (من باب استفعال)۔

و لیمکنن: تمکین باب تفعیل سے جما دینا، جگہ دینا۔

معجزین فی الأرض: لا تلحقھم قدرۃ اللہ (افعال)۔

الظھیرۃ: وقت الظھیرۃ (دوپہر، نصف النہار) جمع ظھار ہے

لم یبلغو الحلم: لم یحتلموا (جو محتلم نہ ہوئے)۔

القواعد: القاعدۃ کی جمع ہے، وہ بوڑھی عورت جو ضعف اور بوڑھاپے کی وجہ سے بیٹھ گئی ہو۔

متبرجات: التبرج (التفعل) باب تفعل سے اس کے معنی آتے ہیں ظھور کے۔

حرج: الضیق و فی الشرع الأثم و الذنب (تنگی اور شریعت کی زبان میں گناہ کو کہتے ہیں)۔

اشتاتا: متفرقین، شت کی جمع ہے۔

مبارکۃ: کثیر الخیر زیادۃ الخیر و السلام۔

جامع: امر مھم یحتاج الی الاجتماع و التشاور (ہر وہ مہتم بالشان کام جس میں اجتماع اور مشورہ کی ضرورت ہو)۔

دعاء الرسول: طلب الرسول لھم ان یجتمعوا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے جمع ہونے کی درخواست کرنا)۔

یتسللون: التسلل (من باب تفعل) الخروج خفیۃ (پوشیدہ طور پر نکل جانا)۔

لواذا: لاذ یلوذ کا مصدر ہے (پناہ لینا)۔

الاسئلة

و

الاجوبة

الاسئلۃ والاجوبۃ فی سورۃ النور

سوال: اس سورت کا ماقبل والی سورت سے ربط کیا ہے؟

جواب: (۱) ماقبل میں اللہ تعالی نے فرمایا تھا: قد افلح المؤمنون ، پھر المؤمنون کے چند اوصاف بیان کئے جن میں خاص وصف والذین لفروجھم حافظون تھا یعنی جو عفت و پاکدامنی کا مکمل اہتمام کرتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ عفت و پاکدامنی کے جہاں بہت سے اسباب ہیں وہیں یہ بھی ہیکہ انسان اپنے آپ کو زنا' بے حیائی و بدکاری سے دور رکھ کر حلال اور جائز طریقہ کو اپنائے ۔ چنانچہ ان ہی چیزوں کو اس سورت میں بیان کیا گیا ہے جن پر انسان عمل پیرا ہو کر پاکدامنی اور عفت یاب ہوسکتا ہے۔

(۲) نیز یہ بھی کہ ماقبل والی سورت میں اللہ تعالی نے توحید کے بہت سے دلائل کا تذکرہ فرمایا تھا جس سے ایک مؤمن ان دلائل میں غور وفکر کر کے ایک ذات پاک میں لگ کر اس کا سراغ لگائیگا اور اب اس سراغ لگانے میں کامیابی اس سورت میں حاصل کرسکتا ہے جس کے بارے میں فرمایا: اللہ نور السموات والارض۔

سوال: اس سورت میں مضامین کیا ہیں؟

جواب: اس سورت کے مضامین عفاف وستر کے احکام کا ذکر' اللہ تعالی کی توحید کے دلائل' آپ ﷺ کے اداب واحترام کے طریقے' آپ کی نافرمانی پر وعید کا بیان یہ اس سورت کے مضامین ہیں۔

سوال: سورۃ انزلنا ھا وفرضناھا الخ سورۃ کے مرفوع ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: سورۃ مرفوع ہے مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے (ای ھذہ سورۃ)۔

سوال: فرضناها کا کیا مطلب ہے واضح فرمائیں۔

جواب: فرضناها یعنی جواحکام ہم نے بذریعۂ وحی تمہارے لیے بھیجے ہیں ان پر عمل کرنا تمہارے لیے لازم ہے۔ بعض نے کہا فرضناها کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ الگ الگ کھول کراس کو بیان کر دیا ہے۔ بعض اہل تفسیر نے فرضنا ها کا ترجمہ کیاقدرناها یعنی اسکے اندر حدود ہم نے مقرر کر دی ہے۔

سوال: الزانیةوالزانی' الزانیة کی وجہ تقدیم کیا ہے؟

جواب: اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں: (۱) ایک تو یہ ہیکہ اسوقت عرب کی باندیوں میں زنا کا رواج عام تھا اس لیے کثرت کی وجہ سے زانیہ کومقدم کیا گیا ہے۔

(۲) یا اس وجہ سے کہ فعل زنا میں عورت ہی اصل ہے اس کے داعیہ ہونے کی وجہ سے۔

(۳) یا اس لیے کہ شہوت زیادہ عورت میں پائی جاتی ہے اس لیے زنا کے ظہور کا دارومدار عورت پر ہی ہے کہ اگر وہ خودقدرت نہ دے تو زنا کا صدور نہ ہوگا اس اعتبار سے بھی اس معاملہ میں اصل عورت ہے اس لئے الزانیة کومقدم کیا گیا ہے۔

سوال: فاجلدوا میں فاء کونسی ہے؟

جواب: فاء جزائیہ ہے اور الزانیة والزانی میں الف لام بمعنی اسم موصول ہے جوشرط کو متضمن ہے اس لئے اس کی خبر پر فاء جزائیہ داخل ہوا ہے۔

سوال: فاجلدوا کی صرفی ونحوی تحقیق کر کے اس لفظ کے انتخاب کی وجہ بھی بیان کریں۔

جواب: اجلدوا فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے، یہ باب ضرب سے ثلاثی مجرد ہے اس کا معنی ہوتا ہے چمڑے پر مارنا جیسے کہا جاتا ہے جلد رأسه (اس کے سر پر مارا)' جلد بطنه

(اس کے پیٹ پر مارا) اوراس لفظ کے استعمال کیوجہ یہ ہے کہ اس سے اشارہ کردیا اس بات کی طرف کہ جب زانی یا زانیہ کو کوڑے لگائے جائیں تو اس ضرب کا اثر سکی جلد پر ہی رہے گوشت یا ہڈی پر اس کا اثر نہ ہو۔ اس لئے مسئلہ ہیکہ ایسے کوڑے سے مارا جائے جسکے سر پر گڈی (گانٹھ) نہ ہو اور ضرب بھی درمیانی ہو۔

سوال: ولیشھد عذابھما طائفۃ من المؤمنین طائفۃ کی تعداد کیا ہے؟

جواب: بعضوں نے کہا کم از کم تین ہے۔ اور بعضوں نے چار اور حسن بصریؒ کا قول کم از کم دس ہے، اور یہ زیادہ فصیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس امر کا مقصد تشہیر ہے۔

سوال: الزانی لاینکح الا زانیۃ بظاہر مشاہدہ کے خلاف یہ آیت ہے کیونکہ بہت سے بدکار لوگ ہیں جنکے نکاح میں نیک عورتیں ہیں اور بہت سی بدکار عورتیں ہیں جو نیک مردوں کی زوجیت میں ہیں۔

جواب: یہ آیت الغالب المعتاد پر محمول ہے اور ان مہاجرین صحابہ کیلئے یہ آیت نازل ہوئی ہے جو اپنی تنگدستی کیوجہ سے مشرکین میں سے طوائف خوشحال عورتوں سے نکاح کرنے پر آمادہ ہورہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اجازت طلب کی تھی اسوقت ان کو زجر کیلئے یہ آیت نازل ہوئی یہ کلی قاعدہ کے طور پر اس کا نزول نہیں ہوا ہے۔

سوال: الزانی لاینکح الخ اس سے ماقبل والی آیت میں الزانیۃ کو مقدم کیا گیا تھا اس آیت میں الزانی کو مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس لئے کہ اس آیت میں نکاح کا ذکر ہے اور نکاح کا پیغام عام طور سے مردوں کی جانب سے دیا جاتا ہے، عورت کی جانب سے پیغام نکاح عموماً نہیں دیا جاتا اس لئے یہاں پر الزانی کو مقدم کیا گیا ہے۔

سوال: الزانی لاینکح الا زانیة او مشرکة آیت کے اس جز کا تقاضا یہ تھا کہ دوسرا جز بھی اسی طرح کالایا جاتا والزانیةلا ینکح الازان اومشرک نہ کہ والزا نیةلا ینکحها الازان او مشرک ہو۔اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس لئے کہ نکاح کے باب میں مرد راغب اور اصل کا مقام رکھتا ہے اور عورت مرغوب ہوتی ہے اسی لئے نکاح کا اقدام مرد ہی کرتا ہے نہ کہ عورت اس لئے دونوں مقام پر فعل کی اسناد مرد کیطرف کی گئی۔

سوال: وحرم ذالک علی المومنین 'ذا لک' کا مشارالیہ متعین کریں؟

جواب: مشارالیہ نکاح زوانی ہے جو مذکورہ آیت سے مستفاد ہے۔

سوال: نکاح زوانی کے حرام ہونے کی کیا وجہ؟

جواب: دراصل اس کو سمجھنے کے لئے ایک مقدمہ سمجھ لینا ضروری ہے۔مذکورہ آیت میں دو چیزیں بیان کی گئی ایک تو زانی مسلم کا نکاح زانیہ مسلمہ سے یعنی ناکح اور منکوحہ دونوں مسلمان ہو اس صورت میں نکاح کا انعقاد ہو جائے گا۔اور اگر یہ نکاح دونوں کے لئے یا کسی ایک کے لئے عفت کا ذریعہ بن جائے تب تو موجب اجر بھی ہوسکتا ہے لیکن اگر نکاح ہونے کے باوجود عاقدین اپنے فعل سے باز نہیں آتے تو بے غیرتی اور دیوسیت ہے۔دوسری صورت زانی مسلم کا نکاح مشرکہ سے یا زانیۂ مسلمہ کا نکاح مشرک سے ہو تو اس صورت میں اختلاف دین کی وجہ سے نکاح ہی منعقد نہ ہوگا۔اگر صرف نکاح کا بہانہ بنا کر اور اس کی آڑ لے کر دونوں اپنے اپنے دین پر رہ کر زندگی گزارتے ہیں تو یہ زندگی بھر زنا ہوگا اور یہ دونوں چیزیں یعنی دیوثیت اور نکاح المشرکین ایمان والوں پر حرام ہے۔سچا پکا مسلمان اپنی حمیت وغیرت ایمانی کی وجہ سے زانیہ سے نکاح پسند نہیں کرتا۔

سوال: اولئک ھم الفاسقون' اولئک اسم اشارہ بعید کے استعمال کرنے کی وجہ؟

جواب: اسم اشارہ بعید کا استعمال بعد منزلت فی الشر والفساد کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہوا ہے۔

سوال: الا الذین تابوا واصلحوا یہ کس سے مستثنیٰ ہے؟

جواب: اس سلسلے میں ائمہ میں اختلاف ہے امام شافعی کے نزدیک یہ استثناء ہے لاتقبلولھم شھادۃ ابدا سے۔ مطلب یہ ہوگا کہ اگر محدود فی القذف شخص توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اب اس کی شہادت قابل قبول ہوگی لیکن احناف نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ یہ استثناء ہے واولئک ھم الفاسقون سے یعنی اگر یہ تائب ہوگئے تو وہ فاسقین کے زمرہ سے نکل جائیں گے لیکن شہادت ہمیشہ کے لئے مردود ہی رہے گی جو ابدا سے مستفاد ہوا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور جمہور بھی احناف کے ساتھ ہیں۔

سوال: لو لا فضل اللہ میں لولا کا جواب متعین کریں؟

جواب: لولا کا جواب ہے ای لو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لفصحکم ولعاجلکم بالعقوبۃ فی الدنیاولکن اللہ تواب حکیم۔

سوال: ان الذین جاء وا بالافک 'الافک' کی لغوی تحقیق کیجئے؟

جواب: افک کا معنی انتہائی درجہ کا جھوٹ۔ افک کا لغوی معنی ہے موڑ دینا' الٹ دینا۔ حضرت عائشہؓ پر تہمت کو افک اس لئے کہا گیا کہ آپ اپنی پاکدامنی اور شرافت کی وجہ سے تعریف اور دعا کی مستحق تھیں، صدیق اکبرؓ کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں مسلمانوں کی ماں تھیں۔ ہر طرح کی تعظیم وتکریم آپ کے لئے واجب تھی پس اس کے برعکس جس نے آپ پر تہمت لگائی اس نے گویا حقیقت کو ہی الٹ دیا یہ قلبِ حقیقت ہے۔ (تفسیر مظہری)۔

سوال: ظن المومنون والمومنٰت بانفسهم خیرا میں خیرا منصوب کیوں ہے؟

جواب: خیرا منصوب ہے ظن کا مفعول بہ واقع ہونے کیوجہ سے۔

سوال: باربعة شهداء کی ترکیبی حیثیت اورنحوی تحقیق کریں۔

جواب: شهداء ترکیب میں مضاف الیہ واقع ہورہا ہے حالت جری میں ہے غیر منصرف ہے الف ممدودہ ایک سبب قائم مقام دوسبب کے ہے۔

سوال: فاولئک عندالله هم المکاذبون میں اولـــئک اسم اشارہ بعید استعمال کرنے کی کیا وجہ ہے؟ بیان کیجئے؟

جواب: ایسے لوگوں کی بعد منزلت عنداللہ کیطرف اشارہ کرنے کے لئے اسم اشارہ بعید کا استعمال ہوا ہے۔

سوال: فی ماافضتم سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد الافک والبهتان ہے۔

سوال: پھر الافک والبهتان کو مبہم رکھنے کی کیا وجہ؟

جواب: واقعہ افک کی ہولنا کی اور زیادتی شناعت کو بتلانے کیلئے مبہم رکھا گیا۔

سوال: وتـقـولـون بافواهکم قول تو خود منہ سے ہوتا ہی ہے پھر افواہ کی قید لگانے کا کیا فائدہ؟

جواب: اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ تم اپنی زبانوں اور منہ سے ایسی بات کہہ رہے ہو جس کا تعلق دل سے بالکل نہیں ہے جیسا کہ دوسری جگہ اس طرح کی تعبیر اختیار کرتے ہوئے فرمایا ہے: وتـقـولـون بافواههم ما لیس فی قلو بهم گویا تقولون بافو اهکم کہہ کر

تقولون بقو لکم کوخارج کردیا کیونکہ قلبی طور سے وہ خود جانتے تھے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ تو صرف آپ کواور آپ کے خاندان والوں کوتکلیف پہونچانے کاایک ذریعہ اور بہانہ تھا۔

سوال: ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا اسمیں دونوں اسم موصول سے کون مراد ہے؟

جواب: پہلے الذین سے مراد بالخصوص عبداللہ بن ابی سلول اوراس کے رفقاء ہیں اور بالعموم قیامت تک آنے والے دنوں میں اس طرح کے واقعہ میں حصہ لینے والے لوگ مراد ہوں گے۔اور دوسرے الذین امنوا سے بالخصوص حضرت عائشہؓ اور صفوان بن معطلؓ ہیں اور بالعموم قیامت تک ایسے واقعہ میں وہ مرداور عورت مراد ہوں گے جن پر تہمت لگائی جائے۔

سوال: لهم عذاب اليم فی الدنيا والآخرة کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: اس کی تفصیل یہ ہیکہ ان کیلئے دنیا میں ایک سزا حدقذف کی صورت میں ہوگی اور دوسری آخرت میں جہنم کی آگ کی صورت میں ہوگی۔

سوال: یاایھاالذینامنو لا تتبعو اخطوت الشیطن میں خطوات کی تحقیق کیجئے۔

جواب: خطوات جمع مونث سالم ہے' واحد خطوة ہے۔اور یہ حالت نصبی میں ہے لاتتبعوا کامفعول بہ واقع ہونے کیوجہ سے۔اور جمع مونث سالم کااعراب حالت نصبی میں کسرہ کیساتھ ہوتا ہےاس لئے وہ مکسور ہے۔

سوال: ومن یتبع خطوات الشیطان دونوں کامقام مقام اضمار ہے کیونکہ ماقبل میں دونوں کاتذکرہ ہوچکا ہے' پھر اسم ظاہر لانے کی کیا وجہ؟ یوں کہد یتے ومن یتبعھا؟

جواب: لزیادة التقریر والمبالغة۔دوبارہ اسم ظاہر کی صورت میں دونوں کولایا گیاہے۔

سوال: ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة الخ 'یا تل' کی نحوی تحقیق کیجئے۔

جواب: لا یاتل یہ لا یخف کے معنی میں ہے۔اور یہ باب افتعال سے ہے ائتلی یاتلی ائتلاء اور یہ لا یاتل حالت جزمی میں ہے' لا نہی کیوجہ سے اسلیے یاء حرف علت آخر سے ساقط ہوگیا۔

سوال: یوم تشهد علیهم السنتهم الخ 'علیهم' کو فاعل پر مقدم کیوں کیا گیا؟

جواب: شہادت کو ان کے لیے جلد نقصان دہ ہونے والا بتلانے کیلئے علیهم کو مقدم کیا گیا ہے۔ وتقدیم علیهم علی الفاعل علی المسارعته الی کون الشهادة ضادة لهم۔

سوال: یوم تشهد علیهم الخ اس مضمون کے موافق کوئی دوسری آیت پیش کریں؟

جواب: اس کے موافق مضمون والی آیت سورۂ یٰس میں ہے:الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا ایدیهم الخ۔

سوال: بظاہر ان دونوں آیتوں میں تعارض لگ رہا ہے کیوں کہ اس میں تشهد علیهم السنتهم سے زبان کے تکلم کا اثبات ہے اور سورۂ یٰس میں ختم علی الافواہ کا تذکرہ ہے جو تکلم زبان کے منافی ہے؟

جواب: پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ الافواہ والالسنة میں فرق ہے، الافواہ جو جمع ہے فوہ کی یہ کُل ہے اور الالسنة جو جمع ہے لسان کی یہ جز ہے۔یعنی زبان' فوہ (منہ) کے مختلف اجزاء میں سے ایک جز ہے اب یہ سمجھئے کہ ہم انکے منہ پر مہر لگادیں گے کا مطلب یہ ہیکہ وہ خود اپنے ارادہ سے اپنے منہ سے بول نہ سکیں گے اپنی مرضی کے مطابق زبانوں سے کلام نہ کر سکیں گے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ارادہ کے خلاف بھی ان کی زبانوں سے کوئی لفظ نہ نکل سکے گا اور گویائی کی قوت سلب ہوجائیگی ایسا نہیں ہے۔

سوال: اولئک مبرؤن میں' اولئک'اسم اشارہ سے کون مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد حضرت عائشہ صدیقہؓ اور صفوان بن معطلؓ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان خواہ مرد ہو یا عورت سب مراد ہیں۔

سوال: یا ایھا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: حضرت عدی بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے گھر کے اندر ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ اس حالت میں کوئی مجھے دیکھے لیکن گھر کے آدمیوں میں سے کوئی بے روک ٹوک آجاتا ہے اور اس حالت میں مجھے دیکھ لیتا ہے میں کیا کروں؟ اس سوال مذکورہ پر آیت کریمہ کا نزول ہوا۔

سوال: لاتدخلوا بیوتا کو نہی کے بجائے امر کے ذریعہ کیوں استعمال نہیں کیا بایں طور کہ کہہ دیتے: یایھا الذین اٰمنوا ادخلو ا بیوتا غیر بیوتکم بالاستیذان اس کی کیا وجہ؟

جواب: فعل امر سے عدول کر کے فعل نہی اور اس کے ساتھ حتی جو قائم مقام استثناء کے ہے استعمال کر کے حصر کا معنی پیدا کرنا مقصود ہے یعنی تم جب بھی کسی کے گھر میں داخل ہو تو اجازت کے ساتھ داخل ہو۔

سوال: وتسلموا علی اھلھا کہا اجازت لینے کے بعد سلام کریگا حالانکہ بظاہر یہ درست نہیں ہے؟

جواب: یہاں پر واو ترتیب کیلئے نہیں ہے، مطلب یہ ہیکہ پہلے سلام کرو پھر اس کے بعد دخول فی البیت کی اجازت طلب کرو اور یوں کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ أأدخل؟ کماورد فی الحدیث۔

سوال: تو پھر الاستیذان کو تسلیم پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: تقدیم استیذان اہمیت کو بتلانے کیلئے ہوئی ہے کیوں کہ یہ واجب ہے اور سلام واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

سوال: **قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم** الخ آیت کا شان نزول بیان کریں؟

جواب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہیکہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دورِ رسالت میں ایک شخص مدینہ کی گلیوں میں سے کسی گلی میں سے گذر رہا تھا کہ اچانک ایک عورت پر اسکی نظر پڑ گئی اور عورت کی بھی اس پر نظر پڑ گئی۔ شیطان اس وقت دونوں پر حاوی ہو گیا اور وسوسہ ڈالا آنکھ بھر کر دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے وہ شخص اس کو دیکھتا ہوا چل رہا تھا، اچانک ایک دیوار سے ٹکرا گیا جس سے اسکی ناک میں زخم آ گیا اور خون بہنے لگا پھر وہ شخص کہنے لگا: **واللہ لاغسل الدم حتی اتی رسول اللہ ﷺ فاخبرہ بامری** یعنی قسم بخدا میں اپنا خون نہیں دھوؤں گا یہاں تک کہ دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر اپنے اس معاملہ کی خبر دوں وہ شخص آیا اور سارا قصہ سنایا آپؐ نے فرمایا، **ھذا عقوبۃ ذنبک** یہ تمہارے گناہوں کی سزا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

سوال: **یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم** 'ابصار' میں **من** تبعیضیہ لائے، اور **فروج** میں **من** کو ترک کر دیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ نظر کا معاملہ حفظ فروج سے زیادہ وسیع ہے جیسے محارم کے بالوں، ان کے سینوں اور ران کے قدموں کو غرض کہ تمام اعضاء کو دیکھنا حرام ہے برخلاف غیر محارم کے کہ ان کے بعض حصوں کو دیکھنا جائز اور حلال ہے۔ یہی تقریر **یغضضن من ابصارھم ویحفظن فروجھن** پر بھی محمول ہے۔

سوال: ولا یبدین زینتھن میں الزینۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: زینت سے مراد زیور، کپڑے، سنگھار یعنی سج دھج اور سنگھار کو بھی ظاہر نہ کریں، زینت کے اعضاء ظاہر نہ کرنا بدرجۂ اولی اس حکم میں داخل ہو جائے گا۔

سوال: ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن میں خمر اور جیوب کی لغوی تحقیق کیجئے؟

جواب: خمر یہ خمار کی جمع ہے اور اس کی جمع قلت اخمرۃ آتی ہے کپڑے کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے جسکو عورت اپنے سروں پر ڈالتی ہے الثوب الذی تغطی بہ المراۃ راسھا یعنی اوڑھنی اور ڈوپٹہ اس کا اصلی معنی ڈھانپ لینا ہے اور اوڑھنی کو اوڑھنی اس لئے کہتے ہیں اس کے ذریعہ عورتیں اپنے سروں اور گریبانوں کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ جیوب یہ جیب کی جمع ہے اور یہ قمیص کے اس اوپر والے حصہ کو کہا جاتا ہے جو کھلا ہوتا ہے اور جہاں سے جسم کا کچھ حصہ بداحتیاطی میں نظر بھی آجاتا ہے اور جیب کا اصل معنی ہے القطع اور گریبان کو الجیب اس لئے کہتے ہیں کہ قمیص کے اوپر والے حصہ کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

سوال: ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن میں لا یبدین زینتھن کا تکرار کیوں؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہیکہ آگے اب ان لوگوں کی فہرست گنوا رہے ہیں جن کے سامنے عورت مزین ہو کر آسکتی ہے جن کو الاحرف استثناء کے ذریعہ مستثنی کیا گیا ہے اس استثناء کی تمہید کیلئے لا یبدین کا تکرار ہوا ہے۔

سوال: ولیضربن کو علی صلہ کیساتھ کیوں لائے؟

جواب: اس لئے کہ یہاں یہ یضعن کے معنی کو متضمن ہے اس لئے علی صلہ لایا گیا ہے۔

سوال: اس کیلئے الضرب کے استعمال کی کیا وجہ ہے یضعن ہی کیوں نہیں کہہ دیا؟

جواب: مبالغۃفی القاء الخمار ومبالغہ فی الصبانۃ ضرب کا استعمال ہوا ہے۔

سوال: الا لبعولتھن کومقدم کرنیکی کیا وجہ؟

جواب: اس لئے مقدم کیا گیا ہے کہ زینت کا مرکزی نقطہ تو شوہر ہی ہے اپنی بیویوں کے سارے بدن کوان کے لئے دیکھنا جائز ہے یہاں تک کہ عورت فاحشہ کو بھی دیکھنا حرام نہیں ہے برخلاف دوسروں کے اس لئے بعول کومقدم کیا گیا ہے۔

سوال: زوج کوبعل سے تعبیر کرنیکی کیا وجہ؟

جواب: بعل کا اصل معنی ہے حاکم کے اور زوج کوبعل اس لئے کہتے ہیں کہ زوج اپنی زوجہ پر حاکم ہوتا ہے الرجال قوامون علی النساء اسی لئے بی بی سارہ نے کہا تھا ھذابعلی شیخا۔

سوال: اوبنی ااخوانھن اوبنی اخواتھن میں لفظ بنی کی تعیین کی کیا وجہ؟ جس طرح اوپر او ابنائھن اور او ابناء بعولتھن کہا ہے اسی طرح یہاں ابناء اخوانھن اور ابناء اخواتھن کیوں نہیں کہا؟

جواب: اس لئے کہ لفظ البنین میں بہ نسبت ابناء کے عموم زیادہ ہے اور یہاں پر قصد عموم کو بیان کرنا ہے کیونکہ اخوان واخوات کی اولاد اصول وفروع کے اعتبار سے کثیر تعداد میں ہو جاتی ہے برخلاف اپنے بیٹے اور شوہروں کے بیٹے کہ ان کی تعداد بکثرت ممکن نہیں اس لئے وہاں عموم پیدا کرنے کی ضرورت نہیں تھی یہاں عموم پیدا کی نیکی ضرورت تھی اس لئے ایسا لفظ استعمال کیا گیا جس میں عمومیت زیادہ ہو یہی وجہ ہیکہ ابناء آدم نہیں کہا جاتا بلکہ بنی آدم کہا جاتا ہے للکثرۃ والعموم کذاھھنا۔

سوال: او نسائھن اس کی اضافت کس کی طرف ہے؟

جواب: اضافت مومنہ عورتوں کی طرف ہے کافرہ عورتوں کے سامنے مسلم عورتوں کیلئے زینت کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: اس پوری فہرست میں الا خوال والا عمام کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب(۱): الا خوال والا عمام کا صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ دلالۃ النص سے ان کا حکم وہی معلوم ہوجاتا ہے جو بھتیجوں اور بھانجوں کا ہے اسی پر اجماع اہل علم ہے کیونکہ پھوپھی اپنی زینت کا اظہار اپنے بھتیجوں کے سامنے کر سکتی ہے تو بھتیجی کے لئے بھی اپنے چچا کے سامنے زینت کا اظہار جائز ہوگا اسی طرح خالہ جب اپنے بھانجے کے سامنے زینت کا اظہار کر سکتی ہے تو بھانجی بھی ماموں کے سامنے زینت کو ظاہر کر سکتی ہے۔

جواب(۲): یہ ہیکہ چچا اور ماموں کو صراحت کیساتھ ذکر نہ کرنا تقاضۂ احتیاط پر مبنی ہوگا کیونکہ ممکن ہے ان کی زینت کا بیان اپنے بیٹوں کے سامنے جو غیر محرم ہیں بیان کر دیں پھر ان کے دلوں میں ان کو دیکھنے کا داعیہ پیدا ہو اس لئے ان کو محرم ہونے کے باوجود صراحۃ ذکر نہیں کیا۔

سوال: وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون اوپر مسائل سارے عورتوں کے بتائے جارہے تھے کہ اپنی زینت فلاں فلاں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہیں اور ان کے علاوہ کے سامنے ظاہر کرنا حرام ہے اس کا تقاضہ یہ تھا کہ یہاں پر خطاب مونث سے ہوتا نہ کہ مذکر سے پھر تذکیر کی کیا وجہ؟

جواب: بقاعدۂ فی الآیۃ تغلیب الذکر علی الاناث یعنی تغلیبا ایسا کیا گیا ہے کیونکہ رجال نساء پر غالب ہے اس لئے بلا واسطہ مخاطب مومنین بنائے گئے اور ضمنا مومنات کو داخل کرلیا گیا۔

سوال: وانکحوا الایامی میں الایامی کی تحقیق کیجئے؟

جواب: الایامی کی اصل ایایم ہے جس طرح یتامی کی اصل یتایم ہے ایامی یہ ایم کی جمع ہے اور ایـــــم اس آزاد مرد کو کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو اس طرح اس آزاد عورت کو بھی کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

سوال: وانکحوا الایامی میں خطاب کس سے ہے اور امر کس معنی میں ہے؟

جواب: یہ امر استحبابی ہے اور خطاب اولیاء اور سادات سے ہے۔

سوال: الصالحین عبادکم وامائکم صالحین کو خصوصیت سے ذکر کرنے کی کیا وجہ یہ قید کونسی ہے؟

جواب: الصالحین کی قید قید احترازی نہیں ہے یعنی ایسا مطلب نہیں ہے کہ جو غیر صالح ہیں ان کا نکاح کرانا بہتر نہیں بلکہ یہ قید قید اتفاقی ہے صالح اور غیر صالح دونوں کا نکاح کا انتظام اولیاء وسادات کو کرنا چاہیے اب رہ گئی یہ بات کہ خاص طور سے اس وصف کو ذکر کرنے کی کیا وجہ تو یہ اس کی طرف اشارہ کرنے کیلئے فرمایا کہ جو غلام اور باندیاں نیک ہوں صالح ہوں ان کے دین اور دینداروں کی حفاظت زیادہ اہمیت کی حامل ہے اس لئے خاص کر دیا کہ نکاح سٹ سے کرادو لیکن بالخصوص ان لوگوں کی جو صالح ہیں زیادہ فکر کیا کرو۔

سوال: ولا تکرھوا فتیاتکم میں فتیات کی تحقیق کریں؟

جواب: فتیـات یہ فتـاۃ کی جمع مونث سالم ہے جس کا معنی نوجوان لڑکی کے ہے لیکن بکثرت استعمال کی وجہ سے اس کا اطلاق باندیوں پر بھی ہونے لگا اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے۔

سوال: ان اردن تحصنا تو کیا اگر وہ باندیاں پاکدامن نہ رہنا چاہیں تو اس وقت زنا کرانا حلال ہو جائیگا؟

جواب: زنا فی نفسہ حرام ہے البتہ اردن تحصنا میں قید قید احترازی نہیں ہے بلکہ قید اتفاقی ہے اور یہ قید لگانا خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو اس آیت کا شان نزول ہے۔

سوال: ومن یکرھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم جب زنا فی نفسہ حرام ہے تو پھر یہاں پر غفور رحیم کا ذکر کیسے مناسب ہوگا؟

جواب: جی ہاں زنا فی نفسہ حرام ہے خواہ کسی بھی صورت سے ہو بالرضا ہو یا بعد الاکراہ ہو لیکن اگر کوئی آقا اپنی باندی کو زنا کرنے پر مجبور کرتا ہے اور وہ باندی قلبی طور پر مجبور ہو کر کر لیتی ہے تو اب اس میں باندی کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جائیگا بلکہ اصل مجرم آقا (مکرہ) ہوگا اس پر اللہ کا عذاب ہوگا لیکن باندی اب قابل رحم اور مغفرت ہوگئی اس لئے ان باندیوں کے گناہوں کو معاف فرمادیگا اور رحم کریگا۔

سوال: اللہ نور السموات والارض: نور یہ تو ایک کیفیت اور عرض ہے جس کا آنکھوں سے ادراک ممکن ہو اسکو عرض کہا جاتا ہے پھر اللہ پر نور کا اطلاق کیسے درست ہوگا؟

جواب: ایسے ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے زید عدل اور مراد ذو عدل (عادل) ہوتا ہے اسی طرح یہاں پر بھی ذو نور مراد ہے منور کے معنی میں ہے ای اللہ منور السموت الارض۔

سوال: نور سے مراد کیا ہے؟

جواب: نور سے مراد ہدایت ہے۔

سوال: السموات والارض یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والے ہیں تو کیا اس سے مراد صرف آسمان وزمین ہی ہیں یا ان میں رہنے والے بھی ہیں؟

جواب: السموات والارض دراصل مضاف محذوف ہے ای اھل السموات والارض اور مراد جمیع العالم ہے۔

سوال: جب جمیع العالم مراد ہے تو ان دو کو بالخصوص کیوں ذکر کیا؟

جواب: اس لئے کہ اکثر مامورین کا مقام یہی ہیں اس لئے بالخصوص ان کا ذکر ہوا۔

سوال: المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کأنھا :المصباح اور الزجاجۃ دونوں معرفہ ہیں ان دونوں کا ذکر اوپر بحالت تنکیر ہو چکا تھا پھر دوبارہ تکرار کی کیا وجہ؟

جواب: ان دونوں کی مقامت شان اور رفع منزلت کو بیان کرنا مقصود ہے اس لئے پہلے بتنکیر لائے اس ابہام کے بعد تفسیر فرمائی گویا کہ تفسیر بعد الابہام اور تفصیل بعد الاجمال کے قبیل سے ہے۔

سوال: الزجاجۃ کو کوکب سے تشبیہ دینے کی کیا وجہ الشمس والقمر کے ساتھ تشبیہ کیوں نہ دی؟

جواب: اس لئے کہ کوکب اور الشّمس والقمر کے مابین فرق ہے وہ فرق یہ ہیکہ الشّمس والقمر پر گرہن لگتا ہے بوقت گرہن یہ تاریک ہو جاتے ہیں نظر نہیں آتے برخلاف کوکب کے کہ جب دِکھتے ہیں تو مکمل دِکھتے ہیں ان پر گرہن نہیں لگتا ہمیشہ نورانی اور مشرف ہوتے ہیں۔

سوال: من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ میں زیتون کے درخت کو مبارک سے متصف کرنے کی کیا وجہ؟

جواب: اس لئے کہ یہ درخت کثیر المنافع ہے بایں طور کہ اس کا تیل چراغ کے لئے بھی کارآمد ہے جسم پر بھی لگانے میں مفید ہے۔اور کھانے کے لئے بطور سالن کے استعمال ہوتا ہے گویا انسان کی یہ تینوں ضرورتیں جو اصل ہیں ایک ہی درخت سے پوری ہوجاتی ہیں

اس لئے اس کو مبارک سے متصف فرمایا اور ان تین کے علاوہ بھی بہت سارے منافع اور برکتیں اس میں موجود ہیں جسکی بنا پر آپؐ نے بھی زیتون کے استعمال کی ترغیب دلائی ہے۔

سوال: زیتونۃ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

جواب: زیتونۃ ترکیب میں شجرۃ سے بدل ہے۔

سوال: پہلے شجرۃ کو مبہم لایا گیا بعد میں زیتونۃ بدل لاکر اس کی تفسیر کر دی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس درخت کی عظمت اور فخامت کو ظاہر کرنے کے لئے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

سوال: نور علی نور کی ترکیب کیجئے؟

جواب: نور علی نور کی تقدیری عبارت یوں ہوگی (ھو نور علی مقام نور) اب ترکیب یہ ہوگی' ھو مبتدا نور علی نور اس کی خبر ہے۔

سوال: یھد اللہ لنورہ میں اضافت کونسی ہے نور کو اسم ظاہر کی شکل میں کیوں لایا گیا حالانکہ یہ تو مقام اضمار ہے؟

جواب: یہ اضافت اضافت معنوی ہے اور اسم ظاہر کی زیادتی تقریر اور اضافت کے ذریعہ فخامت و شرافت میں تاکید پیدا کرنے کے لئے اس کو مظہر لایا گیا ہے۔

سوال: ووجد اللہ عندہ: اللہ کو وہاں پاتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: دراصل یہاں پر مضاف محذوف ہے ای و وجد قضاء اللہ عندہ اللہ کے فیصلہ کو وہاں پاتا ہے۔

سوال: لم یجدہ شیئا کیوں کہا حالانکہ شراب بھی تو شیٔ میں داخل ہے پھر شیٔ کی نفی کیسے درست ہوئی؟

جواب: تقدیری عبارت یوں ہے ای لم یجدہ شیئا بمظانہ یعنی اپنے گمان کے مطابق نہیں پاتا ہے اور پانی کو گمان میں بٹھا کر وہاں جاتا ہے اس لئے شئ کی نفی کی گئ ہے۔

سوال: او کظلمات فی البحر میں او کونسا ہے؟

جواب: او للتنویع و التقسیم ہے کیونکہ کفار بھی دو قسم کے ہیں۔

سوال: ظلمت بعضھا فوق بعض کس کے مقابلہ میں ہے؟

جواب: یہ نور علی نور کے مقابلہ میں ہے۔

سوال: اذ أاخرج یدہ میں اخرج کے ضمیر فاعل کا مرجع تو ماقبل میں نہیں ہے پھر مرجع کے بغیر ضمیر کیوں لائی گئ ؟

جواب: اخــــرج ضمیر کا مرجع نہیں ہے لیکن معنی مرجع پر دلالت کر رہا ہے اس لئے مرجع کی ضرورت نہ رہی یعنی جب سمندر میں جب کوئی غوطہ لگائے پھر غوطہ لگانے والا اپنے ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو نہیں دیکھ سکتا۔

سوال: والطیر صفّت کس حالت میں ہے؟

جواب: صــفّــت یہ حالت نصبی میں ہے حال واقع ہونے کی وجہ سے جمع مؤنث سالم ہے حالت نصبی میں کسرہ ہے۔اور واضح ہو کہ ''الطیر'' واحد' جمع' مذکر اور مؤنث سب کے لئے مستعمل ہے لہذا ''صفّت'' کو اس کا حال قرار دینے میں کوئی مضایقہ نہیں۔

سوال: فمنھم من یخشی :ھم ضمیر عقلاء کی کیوں لائی گئ ہے؟

جواب: تغلیب العقلاء کے قبیل سے ہے۔

سوال: یخشی اللہ و یتقہ میں کیا فرق ہے جبکہ دونوں کے معنی ایک ہے؟

جواب: یخشی اللہ سے مراد زمانہ حال میں اللہ کے رعب و بدلہ سے ڈرتا ہے اور محارم کو چھوڑ دے، یتقہ سے مراد زمانہ مستقبل میں محرمات سے بچتا رہے۔

سوال: الحلم کی تحقیق کیجئے۔

جواب: الحلم، بالضم، اس کے معنی ہے نیند میں جماع کرنا۔ بلوغت کو اس سے تعبیر اسلئے کرتے ہیں کہ یہ حالت عام طور پر سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد ہی ہوتی ہے۔

بلاغت

۱۔علم المعانی

۲۔علم البیان

۳۔علم البدیع

بلاغت سورة النور

علم المعانی

۱) ان یؤتوا: الا یجاز با لحذف (ایجاز کہتے ہیں کم لفظوں میں ایک وسیع جہاں معنی کو سمیٹ لینا بشرطیکہ ادائیگی مراد کے لئے کافی ہو)۔

تو یہاں دراصل أن لا یؤ توا تھا لیکن معنی کی دلاکت کی وجہ سے 'لا' کو حذف کر دیا اور یہ ادائیگی مراد کیلئے کافی ہے۔

۲) الا تحبون أن یغفر الله لکم :الجمع للتعظیم یہاں تحبون کا خطاب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہے اور وہ واحد ہے لیکن اسکے باوجود جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

۳) یغضوا من ابصارھم:الایجاز بالحذف (تعریف اوپر گزر چکی)یغضوا من ابصارھم عما حرّم الله: ہونا چاہیے اس لئے کہ تمام چیزوں سے غض بصر مراد نہیں محرمات سے غض بصر مراد ہے لیکن فہم مخاطبین پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو حذف کر دیا اور یہ ادائیگی مراد کے لئے کافی ہے۔

۴) عن ذکر الله و اقام الصلوة: الا طناب بذکر الخاص بعد العام یہاں پر بظاہر ذکر اللہ کے بعد اقام الصلوۃ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اس لئے کہ اقام صلوۃ بھی ذکر اللہ ہی ہے لیکن اقام صلوۃ کی عظمت شان کو بیان کرنے کیلئے خاص طور سے اس کو ذکر کیا (اطناب کی تعریف ماقبل مین گزر چکی ہے)۔

۵) سورة انزلنا ھا: التنکیر للتفخیم یہاں پر سورت کو نکرہ استعمال کیا گیا اس کی فخامت شان کو بیان کرنے کیلئے کہ یہ سورت انتہائی عظیم الشان اور جلیل القدر ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔

٦) وانزلنا فیھا آیات بینات: الاطناب بتکریر انزلنا للعنایة والاھتمام کہ انزلنا کو کمال توجہ اور اہتمام تام کو بتلانے کیلئے مکرر لایا گیا۔

۷) ان کنتم تومنون با لله و الیوم الاخر: التھیج والا لھاب یہ ایسا ہیکہ جیسے کہا جاتا ہے ان کنتم رجلا فأقدم کہ اگر تو مرد ہے تو سامنے آ' اسی طرح یہاں کہا جا رہا ہے اگر تم مومن ہو تو پھر اجرائے حد میں ذرّہ برابر نرمی نہ کرو۔

۸) (غفور رحیم)(تواب حیم) صیغة المبا لغه: فعول'. فعّال' فعیل یہ تمام کے تمام مبالغہ کے صیغے ہیں گویا اللہ ان صفات میں انتھاء کو پہنچے ہیں۔

۹) لولا جاؤا علیه بأربعة شھداء: التحضیض یہاں پر چار گواہ لانے پر ابھارا جارہا ہے اور مقصود مؤمنین کو ملامت کرنا اور توبیخ کرنا ہے کہ جب تہمت لگانے والوں نے صدیقہ کائنات (حضرت عائشہؓ) پر لگائی تو تم نے چار گواہوں کا مطالبہ کیوں نہیں کیا تمہیں مطالبہ کرنا چاہئے تھا۔

علم البیان

۱) یرمون المحصنات: الاستعارہ۔ رمی کے معنی اصل میں پتھر یا کسی سخت چیز سے مارنے کے آتے ہیں لیکن پھر اسکو اتہام اور تہمت لگانے سے مستعار لے لیا گیا اسلئے کہ جس طرح پتھر پھینک کر مارنے سے حسی تکلیف ہوتی ہے اسی طرح باطنی اذیت ہوتی ہے۔

۲) **لو لا اذ سمعتموہ ظن المو مونون: الالتفات من الخطاب الی الغیبیۃ** یہاں دراصل ظننتم ہونا چاہئے لیکن توبیخ میں مبالغہ پیدا کرنے کے لئے حاضر کے صیغے سے عدول کیا گیا اس بات کو بتلانے کے لئے کہ مومن کی شان کے مناسب نہین کہ وہ کسی سے بدگمانی کرے۔

۳) **لا تتبعوا خطوات الشیطان: الاستعارہ** شیطان کی اتباع کرنے اور اسکے راستے پر چلنے کو اس شخص سے تشبیہ دی جو کسی شخص کے قدم بہ قدم چلے۔

۴) **لا یبدین زینتھن: المجاز المرسل** اس لئے کہ یہاں زینت کو چھپانے کا حکم دینا مقصود نہیں بلکہ مواقع زینت کو چھپانے کا حکم دینا مقصود ہے گویا حال بول کر محل مراد لیا ہے اس لئے کہ زینت حال ہے اور مواقع زینت محل ہے تو یہ مجاز مرسل کے قبیل سے ہے۔

۵) **مثل نورہ کمشکاۃٍ فیھا مصباح: التشبیہ التمثیلی** یہاں اللہ نے اس نور کو جسے اللہ نے اپنے نیک اور صالح بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمایا ہے اس روشن چراغ سے تشبیہ دی جو شیشہ کے اندر ہو پھر وہ شیشہ ایسا ہو کہ گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے اور پھر اس چراغ میں ڈالا جانے والا تیل زیتون کا ہو جسکا تیل تیز روشنی میں مشہور ہے اور پھر وہ چراغ ایسے طاقچہ میں رکھا ہوا ہو جو غیر نافذہ ہو اب آپ خود ہی بتلایئے کہ اس کی روشنی کا کیا عالم ہو گا تو یہی مثال قلب مؤمن کے نور کی ہے۔

تشبیہ تمثیلی: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ کئی چیزوں سے حاصل کی گئی ہو یہاں بھی وجہ شبہ متعدد چیزوں سے حاصل کی گئی ہے۔

۱۳۴
المذاکرات التفسیریہ ـــــــ

۱۳۵
المذاکرات التفسیریہ ـــــــ

۱۳۶
المذاکرات التفسیریه ـــــــ

۱۳۷
المذاکرات التفسیریه ـــــــ

۱۳۸
المذاکرات التفسیریه ـــــــ

۱۳۹
المذاکرات التفسیریه ـــــــ

۱۴۰
المذاکرات التفسیریه ـــــــ

قرآن

چاہتا ہے کہ

☆ اس پر ایمان لایا جائے

☆ اسے پڑھا جائے

☆ اسے سمجھا جائے

☆ اس پر عمل کیا جائے

☆ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے

آپ پر فرض ہے کہ آپ حسب استعداد ان حقوق کی ادائیگی کی فکر کیجئے۔

DESIGNED AT: SA'ADAT COMPUGRAPHIC HANSOT PH:262932